WWW.AIOURDUBOOKS.NET

عالم اسلام کے عظیم فاتح

سلطان اسکندر لودھی

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

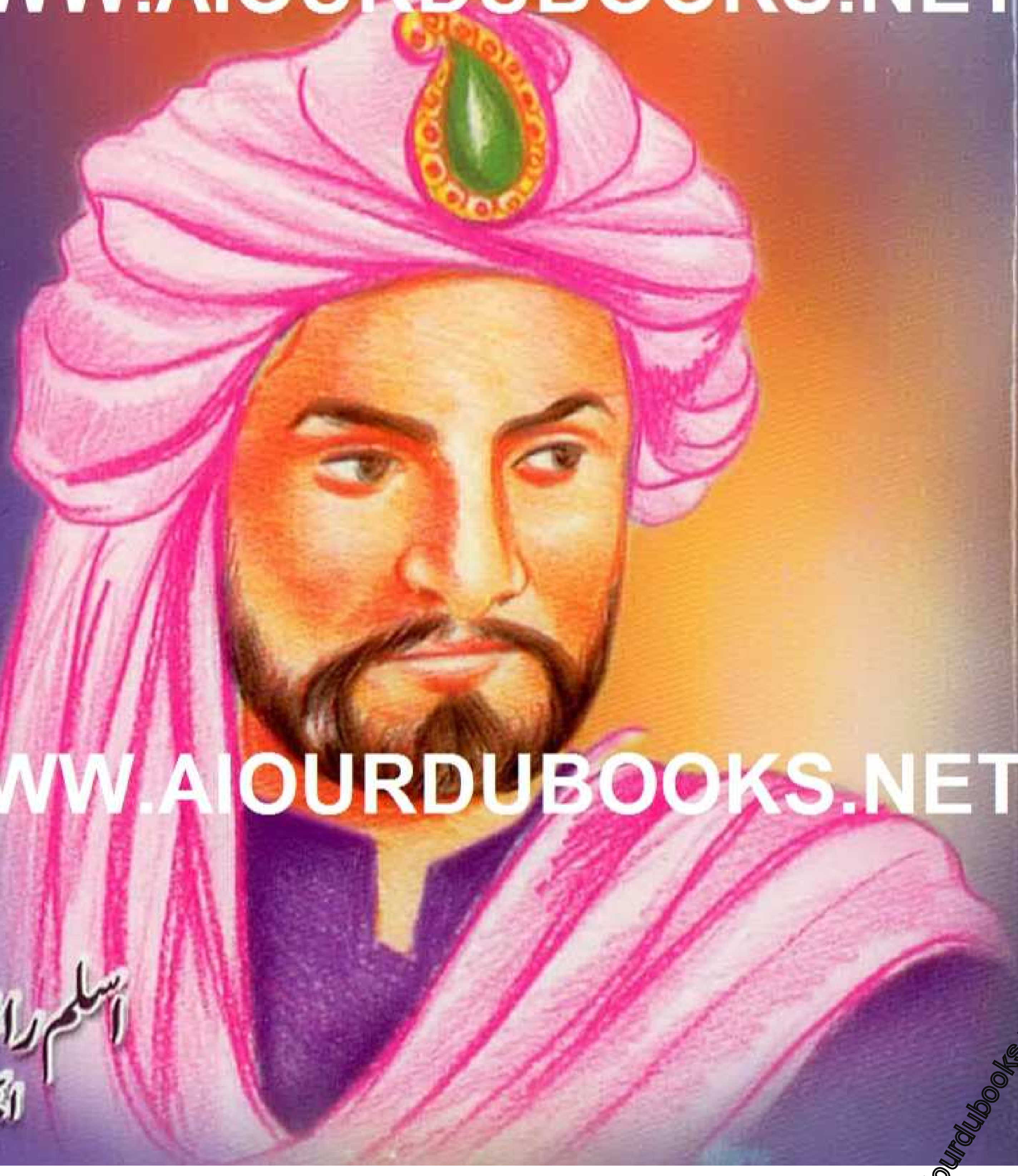

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

اسلم راہی
ایم اے

aiourdubooks.net

عالم اسلام کے عظیم فاتح

سلطان اسکندر لودھی

اسلم راہی ایم اے

aiourdubooks.net

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

نام کتاب ______ سلطان اسکندر لودھی

مصنف ______ اسلم راہی ایم اے

پرنٹر ______ واحد پرنٹر کراچی

قیمت ______ -/40 روپے

اسٹاکسٹ

یونس بک ڈپو	اردو بازار لاہور
عوامی کتاب گھر	اردو بازار لاہور
فہیم بک ڈپو	اردو بازار لاہور
اشرف بک ایجنسی	اقبال روڈ راولپنڈی
کتاب گھر	اقبال روڈ راولپنڈی
شمع بکسٹال	ریگل روڈ فیصل آباد
کتب خانہ مقبول عام	جھنگ بازار فیصل آباد
رحمٰن بک ہاؤس	اردو بازار کراچی
رشید نیوز ایجنسی	فریئر مارکیٹ کراچی
اسلامک بک سینٹر	اردو بازار کراچی
الحبیب نیوز ایجنسی	اسٹیشن روڈ حیدر آباد

aiourdubooks.net

عرضِ ناشر

ادارہ شمع بک ایجنسی کی عرصہ دراز سے یہ کوشش تھی کہ تاریخ پر چھوٹی اور مختصر کتابیں شائع کی جائیں۔ جن سے بچے بوڑھے اور جوان سب ہی استفادہ حاصل کرسکیں۔ مگر مشکل یہ تھی کہ تاریخ پر قلم کس سے اٹھانے کو کہا جائے کیونکہ ہمارے ہاں تاریخ کے نام پر کچھ ایسی کتب ملتی ہیں۔ جن میں سرے سے تاریخ نام کی کوئی چیز نہیں بس قصے کہانیاں یا رومانس بھر دیا گیا ہے۔

ادارہ کی نظر مشہور و معروف تاریخ داں اسلم راہی صاحب پر پڑی اور ہم نے ان سے رابطہ کیا اور مشہور و معروف مسلمان و غیر مسلم تاریخی شخصیات پر قلم اٹھانے کو کہا۔ وہ جلد ہی راضی ہو گئے۔ اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ ہم نے قوم کو تاریخ کا اصل چہرہ دکھایا ہے۔ اور تاریخ کو تاریخ ہی پیش کیا ہے۔ نا کہ من گھڑت قصے کہانیاں۔

ہمارے ادارے نے تقریباً 100 کے قریب تاریخی شخصیات پر کتب شائع کرنے کا ارادہ کررکھا ہے۔ ان میں مشہور و معروف جلیل القدر سپہ سالار، بادشاہ، جرنیل، فاتح وغیرہ شامل ہیں اور ایسی غیر مسلم شخصیات کو بھی لیا گیا ہے۔ جن کے بغیر تاریخ نامکمل ہے۔ ان میں کچھ شخصیات ایسی بھی ہیں جنہیں پہلی بار کتابی صورت میں شائع کرنے کا اعزاز ہمارے ادارے کو حاصل ہو رہا ہے۔ مشہور و معروف شخصیات مثلاً صلاح الدین ایوبی،

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

حیدر علی، ٹیپو سلطان، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، نور الدین زنگی، محمود غزنوی، موسیٰ بن نصیر، الپ ارسلان، ملک شاہ سلجوقی، عماد الدین زنگی، خیر الدین باربروسا وغیرہ اس کے علاوہ چنگیز خان، ہلاکو خان، ہیلن آف ٹرائے، نپولین بوناپارٹ، سکندر اعظم، ہٹلر وغیرہ جیسی شخصیات کو بھی شامل کیا ہے۔ ہماری اس تاریخی سلسلے کی فہرست کافی طویل ہے۔

ہمارے ادارے نے وطن عزیز کے طالبعلموں کو تاریخ کی طرف لانے کی جو کوشش کی ہے اس میں ہمیں آپ کے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ اور ساتھ ہی ہم حکومت پاکستان سے بھی یہ گزارش کریں گے کہ وہ اس تاریخی سلسلے کو اسکولوں اور کالجوں کی سطح پر **سلیبس** کے طور پر شامل کرے۔

اسلم راہی صاحب کے خیالات سے آپ اختلاف تو کر سکتے ہیں مگر انکار نہیں۔ اختلاف کرنا ہر آدمی کا حق ہے اور ضروری نہیں کہ ہمارا ادارہ بھی مصنف کے تمام خیالات سے متفق ہو۔

مگر مصنف نے جس طرح تاریخ کو کھنگال کر مختصر صفحات میں پیش کیا ہے۔ اس کے لیے یہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ہم تاریخ سے منہ نہیں موڑ سکتے ہمیں تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ خدا کرے کہ ہم میں پھر صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، حیدر علی، ٹیپو سلطان اور نور الدین زنگی جیسی شخصیات جنم لیں۔ جو قومیں تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتیں، جو قومیں تاریخ کو پیچھے چھوڑ دیتی ہیں، جو قومیں تاریخ کو گزرا ہوا کل کہہ کر رد کر دیتی ہیں۔ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں۔ تباہی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ آیئے ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خالد علی

aiourdubooks.net

کہتے ہیں گوالیار کے رہنے والے دو انتہا درجہ کے غریب بھائی تھے۔ دونوں بڑی تنگ دستی اور غربت میں گزر بسر کر رہے تھے اور اس دور میں انتہا درجہ کی بدترین معاشی بدحالی کا شکار تھے۔ آخر اپنے آپ کو غربت اور تنگدستی سے نکالنے کے لئے دونوں بھائیوں نے مشورہ کیا کہ وہ تیغ زنی کا فن رکھتے ہیں لہٰذا دہلی کے سلطان کے لشکر میں شامل ہو جاتے ہیں اس طرح شکر میں کام کرتے ہوئے کم از کم وہ اپنی تنگ دستی اور بدحالی کو تو رفع کر سکیں گے۔

صلاح مشورہ کرنے کے بعد دونوں بھائی آخر لشکر میں شامل ہو گئے اور مختلف مہموں میں حصہ لیتے ہوئے انہیں مال غنیمت میں بہت کچھ ہاتھ لگا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ مختلف جنگوں اور مہموں میں حصہ لینے کے بعد ان دونوں بھائیوں کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت، قیمتی کپڑے اور اسی طرح کے دوسرے سامان کے علاوہ دو لعل بھی آ گئے تھے۔

جب انہوں نے اپنے اس سارے اثاثے کا جائزہ لیا تو آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کہ آیا جو کچھ ہمیں ملا ہے یہ لے کر ہمیں اپنے گھر

aiourdubooks.net

جا کر اپنے بیوی، بچوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہیے یا ابھی مزید جنگوں میں حصہ لیتے ہوئے اپنی دولت میں اضافہ کرنا چاہیے۔

اس موقع پر کہتے ہیں چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو مخاطب کر کے کہا۔

''اب ہمیں جنگوں کے دوران اس قدر مال و دولت ہاتھ لگ گیا ہے کہ ہم گھر جا کر اپنے بیوی، بچوں کے ساتھ خوش حال زندگی بسر کر سکتے ہیں لہٰذا گھر چل کر اطمینان سے زندگی بسر کرنا چاہیے۔ زیادہ تگ و تاز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کے اس مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا۔

''جب صرف ایک بار کی کوشش سے اس قدر زیادہ مال غنیمت آ سکتا ہے تو آگے اور بھی کوشش کر کے قسمت آزمانا چاہیے اور اپنے مال و دولت میں مزید اضافہ کرنا چاہیے۔'' لیکن چھوٹے بھائی کا اصرار تھا کہ نہیں اب مزید جنگوں میں حصہ لینے کی بجائے گھر کا رُخ کرنا چاہیے۔

جب دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہو گیا تو سارا سامان انہوں نے آپس میں آدھا آدھا تقسیم کر لیا۔ دونوں لعل میں سے ایک ایک لعل دونوں بھائیوں کے حصے میں آ گیا اس طرح چھوٹا بھائی اپنے حصے کے مال غنیمت پر قناعت کر کے وطن جانے لگا تو بڑے بھائی نے اپنے حصے کا مال غنیمت اسے دیا اور اسے وصیت کی کہ وہ سارا سامان گھر جا کر اس

aiourdubooks.net

کی بیوی کو دے دے۔''

اس طرح بڑا بھائی تو مزید جنگوں میں حصہ لینے لگا۔ چھوٹا بھائی اپنا اور بڑے بھائی کا مال لے کر گوالیار کی طرف روانہ ہوا۔

لیکن راستے میں چھوٹے بھائی کی نیت بدل گئی اس نے بڑے بھائی کا سارا سامان تو اس کی بیوی کے حوالے کر دیا لیکن قیمتی لعل جو اس کے بڑے بھائی کا حصہ تھا وہ اپنے پاس رکھ لیا۔ اس طرح وقت گزرنے لگا۔

بڑا بھائی مزید دو سال تک مختلف مہموں اور جنگوں میں حصہ لینے کے بعد گھر لوٹا اور اپنی بیوی سے کہا۔ ''میں نے مال غنیمت کا وہ حصہ جو چھوٹے بھائی کے ہاتھ تمہارے پاس بھجوایا تھا ذرا وہ تو مجھے دکھاؤ۔''

اس کی بیوی نے سب چیزیں جو اس کے چھوٹے بھائی نے لا کر دی تھیں اس کے سامنے رکھ دیں۔

بڑے بھائی نے ساری چیزوں کا بغور جائزہ لیا۔ ساری چیزیں موجود تھیں لیکن ان میں قیمتی لعل نہیں تھا اس پر وہ متفکر ہوا اور اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''لعل کہاں ہے؟''

اس پر اس کی بیوی بڑی فکر مند اور متعجب ہوئی اور حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کون سا اور کیسا لعل؟''

اس پر بڑا بھائی کہنے لگا۔ ''میں نے اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ اس

aiourdubooks.net

سارے سامان کے ساتھ ایک انتہا درجہ کا قیمتی لعل بھی بھیجا تھا وہ کدھر گیا؟''

اس کی بیوی جواب میں کہنے لگی۔ ''تمہارے بھائی نے لعل مجھے دیا ہی نہیں تو میں کہاں سے لاؤں؟''

اپنی بیوی کا جواب سن کر وہ بڑا خفا اور ناراض ہوا اور اسی وقت اُٹھ کر چھوٹے بھائی کے پاس گیا اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں نے اپنے مال غنیمت کے ساتھ جو تمہارے حوالے لعل کیا تھا وہ کہاں ہے؟ سارا مال غنیمت میری بیوی کے پاس موجود ہے لیکن اس میں لعل نہیں ہے۔''

جواب میں چھوٹا بھائی جھوٹ اور ریاکاری کا سہارا لیتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں کیا جانوں تمہارا لعل کہاں ہے جو سامان تم نے لعل سمیت دیا تھا وہ سارا میں نے تمہاری بیوی کو دے دیا تھا اب یا تو وہ لعل اس نے خود ادھر ادھر کر دیا ہے یا اس سے کہیں کھو گیا ہوگا لہذا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔''

وہ شخص واپس گھر آیا اور دوبارہ بیوی سے پوچھا لیکن بیوی نے مسلسل انکار کیا۔ اب دونوں بھائی یہی سمجھنے لگے کہ بڑے بھائی کی بیوی نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے لعل خورد برد کر کے ادھر ادھر کر دیا ہے یا کسی کو دے دیا یا کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے۔

جب بڑے بھائی کی بیوی کو پتا چلا کہ اس کا شوہر اور اس کا بھائی دونوں اس کے خلاف ہو گئے ہیں اور اس پر شک کر رہے ہیں کہ لعل اسی نے کہیں

aiourdubooks.net

ادھر ادھر کیا ہے تو کہنے لگی۔

''اچھا میں تم لوگوں کو کل جواب دوں گی۔''

یہ کہنے کے بعد وہ عورت دہلی کے قاضی بھورے میاں کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عورت اپنے ساتھ کچھ گواہ بھی لے گئی کہ ان کی موجودگی میں میرے شوہر کے چھوٹے بھائی نے جو سامان دیا تھا اس میں لعل نہیں تھا۔ جو گواہ وہ اپنے ساتھ لے کر گئی تھی وہ دراصل اس کے شوہر کے چھوٹے بھائی کے طرف دار تھے۔ عورت جب ان گواہوں کے ساتھ قاضی کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ان گواہوں نے بھی عورت کے خلاف گواہی دے دی جس کی بناء پر قاضی بھورے میاں نے بھی اس کی کوئی خاص مدد نہ کی تو عورت وہاں سے مایوس ہو کر گھر چلی آئی کیونکہ گواہ ہی جو اس نے مہیا کیے تھے اس کے خلاف گواہی دے چکے تھے لہٰذا وہ عورت بے چاری ناکام رہی اور بے حد پریشان و فکر مند بھی ہوئی۔

جب قاضی کی طرف سے بھی اس عورت کی کوئی داری نہ ہوئی تو بے چاری بڑی پریشان ہوئی۔ ایک تو اس پر جھوٹا الزام لگ رہا تھا دوسرے اس کا شوہر اس سے ناراض ہو رہا تھا۔ ایک چوری کا الزام اور دوسرے اپنے شوہر کی نگاہوں میں گرتی جا رہی تھی۔ اس بناء پر بڑی پریشان تھی۔ ہوتے ہوتے قاضی سے نکل کر یہ معاملہ دہلی کے سلطان کے پاس جا پہنچا۔ دہلی کے سلطان کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے اس عورت، اس کے شوہر اور بھائی کو دربار میں بلایا اور جن گواہوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی تھی کہ عورت

aiourdubooks.net

جھوٹی ہے اور اس کا بھائی سچا ہے انہیں بھی دہلی کے سلطان نے اپنے دربار میں طلب کرلیا۔

جب وہ عورت، اس کا شوہر، اس کا بھائی اور گواہ قاضی بھورے میاں سمیت دہلی کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلطان نے کچھ دیر تک سب کا جائزہ لیا۔ معاملہ کیونکہ بڑا پیچیدہ تھا لہٰذا کچھ دیر کی سوچ و بچار کے بعد سلطان نے اپنے ایک کارندے کو حکم دیا۔ ''کچھ موم لے کر آؤ۔''

سلطان کے اس حکم پر وہ کارندہ بھاگا بھاگا گیا اور تھوڑی سی موم لے آیا۔ سلطان نے بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کے علاوہ بڑے بھائی کی بیوی اور گواہوں کو باری باری اپنے پاس بلایا اور تھوڑا تھوڑا موم ان کے حوالے کیا۔ اس طرح موم بانٹنے کے بعد اس نے سب کو حکم دیا۔ ''اس موم سے ہیرے کی شکل بنا کر میرے حوالے کرو۔''

سلطان کا یہ حکم ملنے کے بعد دونوں بھائیوں کے علاوہ گواہ بھی اس مہیا کردہ موم کو ہیرے کی شکل میں ڈھالنے لگے۔ آخر دونوں بھائیوں کے علاوہ سارے گواہوں نے بھی موم کو ہیرے کی شکل میں ڈھالنے کے بعد سلطان کے سامنے پیش کردیا لیکن عورت ویسے کی ویسی ہی کھڑی رہی۔

اس موقع پر دہلی کے سلطان نے اس عورت کو مخاطب کر کے کہا۔

''تمہارے شوہر کے علاوہ اس کے بھائی اور گواہوں نے بھی موم سے ہیرے کی شکل بنا کر مجھے پیش کردی ہے، تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟''

عورت بڑی عقل مند، دانا اور سیانی تھی۔ سلطان کے اس سوال پر کہنے

aiourdubooks.net

لگی۔

”سلطان محترم! میں نے وہ ہیرا دیکھا ہی نہیں اور جو چیز دیکھی نہیں اور جس چیز کا نقش میرے ذہن میں نہیں ہے اس کو میں موم پر کیسے اتار سکتی ہوں؟“

اس عورت کا جواب سن کر سلطان بڑا خوش ہوا۔ اس کے بعد دونوں بھائیوں کے علاوہ گواہوں نے جو موم کو ہیرے کی شکل دی تھی ان کا جائزہ لینے لگا۔

موم سے جو ہیرے کی شکل دونوں بھائیوں نے بنائی تھی وہ آپس میں ملتی تھی لیکن گواہوں نے جو ہیرے کی شکل بنائی تھی وہ دونوں بھائیوں کی شکل سے بالکل مختلف تھی، ان سے ذرا بھر نہ ملتی تھی۔ اس پر سلطان نے اندازہ لگالیا کہ ہیرا صرف دو بھائیوں نے دیکھا ہے نہ گواہوں نے دیکھا ہے نہ بڑے بھائی کی بیوی نے دیکھا ہے لہٰذا گواہ جھوٹے ہیں اور ہیرا چھوٹے بھائی کے پاس ہے۔

سلطان کچھ دیر تک موم سے بنائے گئے ہیرے کی شکلوں کو دیکھتا رہا اور بھرپور نگاہ گواہوں پر بھی ڈالی۔ گواہ کانپ گئے تھے اس لئے کہ وہ جھوٹے تھے۔ اس موقع پر دہلی کے سلطان نے اپنے قاضی بھورے میاں سے کہا۔

”اپنی طرف سے گواہوں کو کہو کہ وہ سچ بولیں کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ جو ہیرے کی شکل انہوں نے بنائی ہے وہ اس شکل سے کیوں نہیں ملتی جو ان دونوں بھائیوں نے بنائی ہے جبکہ دونوں بھائیوں کی بنائی ہوئی

aiourdubooks.net

شکل آپس میں ملتی ہے۔'' سلطان نے اپنے قاضی سے یہ بھی کہا۔'' گواہوں کو دھمکی دیں کہ اگر انہوں نے اس طرح جھوٹ بولا، اپنے جھوٹ پر قائم رہے اور سچ نہ اگلا تو ان کی گردن بھی کاٹی جاسکتی ہے۔''

جب قاضی بھورے میاں نے سلطان کا یہ حکم گواہوں کو سنایا تو گواہ کانپ اٹھے۔ انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ وہ اس طرح جھوٹ بولتے رہے اور چھوٹے بھائی کا ساتھ دیتے رہے تو سلطان ان کی گردن کاٹنے کا بھی حکم دے سکتا ہے لہٰذا خوف اور ڈر سے کانپتے ہوئے انہوں نے سلطان کے سامنے سچ اگل دیا کہ ''ہم نے اس عورت کے شوہر کے چھوٹے بھائی کے کہنے پر جھوٹی گواہی دی ورنہ ہم نے وہ لعل دیکھا ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ اس کی شکل کیسی تھی، ہم نے قاضی بھورے میاں کے سامنے بھی جھوٹی گواہی دی تھی۔''

بعد میں جب سلطان کے کہنے پر قاضی بھورے میاں نے چھوٹے بھائی سے بھی کہا کہ وہ سچ اگل دے۔ جھوٹ کا سہارا نہ لے اور اگر زیادہ دیر تک جھوٹ پر قائم رہے گا تو اس کی گردن بھی ماردی جائے گی۔ تب اس نے بھی تسلیم کر لیا۔ ''ہیرے کی شکل صرف میں اور میرے بڑے بھائی نے دیکھی تھی گواہوں نے ہیرا نہیں دیکھا تھا اسی بنا، پر صرف ہم دونوں بھائیوں نے ہیرے کی اصل شکل بنائی۔ گواہوں نے ہیرا نہ دیکھا تھا لہٰذا وہ صحیح شکل بنانے میں ناکام رہے ہیں۔''

اس نے یہ بھی تسلیم کر لیا۔'' جو سامان بھائی نے مجھے اپنی بیوی کو دینے

aiourdubooks.net

ہزار منگول تھے۔ سلطان سکندر لودھی کے باپ بہلول لودھی کا یہ عالم تھا کہ جہاں کہیں بھی کسی مقام کے لئے سن لیتا کہ وہاں کوئی بہادر نوجوان رہتا ہے تو اس کو فوراً اپنے پاس بلاتا، اس سے حسن سلوک سے پیش آتا اور اسے اپنے لشکر میں شامل کر لیتا تھا۔ بہلول لودھی بہت زیادہ عقل مند اور شجاع تھا۔ آئین جہاں داری اور حکومت کے امور میں اس کو ملکہ حاصل تھا۔ کبھی جلد بازی سے کام نہ لیتا تھا۔ ہمیشہ رعایا پرواہ اور عدل وانصاف میں اپنی زندگی گزارتا تھا۔

یہی بہلول لودھی ہجری آٹھ سو چورانوے میں بیمار ہوا اور سکیٹ شہر کے نواح میں بھداونی نام کے قصبے میں اس عالم فانی کو خیر باد کرتے ہوئے وفات پا گیا تھا۔

سلطان بہلول لودھی کے انتقال کے بعد تمام اراکین سلطنت نے باہم مشورہ کیا کہ بہلول لودھی کے بعد آخر کسے بادشاہ منتخب کیا جائے۔ اس موقع پر مرنے والے بادشاہ بہلول لودھی کے کچھ امراء نے مشورہ دیا کہ سلطان بہلول لودھی کے پوتے ہمایوں اعظم کو تخت پر بٹھا دینا چاہیے۔

کچھ امراء نے اس سے اختلاف کیا اور کہنے لگے کہ نہیں بہلول لودھی کے بعد اس کے پوتے ہمایوں اعظم کو تخت نشین نہیں ہونا چاہیے بلکہ بہلول لودھی کے بعد اس کے بڑے بیٹے باربک شاہ کو تخت وتاج کا وارث بنانا چاہیے۔

اب سلطان بہلول لودھی کے بیٹوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند

aiourdubooks.net

اور دانا اسکندر تھا۔ بہلول لودھی کے کئی بیٹے مختلف بیویوں سے تھے۔ اسکندر لودھی کی ماں کا نام زیبا تھا۔

بہلول لودھی کی موت کے بعد جب تخت وتاج کے وارث کے متعلق بحث ومباحثے شروع ہوئے تو سلطان اسکندر لودھی کی ماں زیبا نے بہلول لودھی کے امراء کو ایک جگہ جمع کر کے کہا۔

''میرا بیٹا ہر طرح سے تختِ حکومت کے لائق ہے اور تخت وتاج کا وارث اور سلطان بننے کے بعد میں تمہیں ضمانت دیتی ہوں کہ تم لوگوں کے لئے تو اس کا برتاؤ ہمیشہ اچھا رہے گا۔''

اس موقع پر شاید بہلول لودھی کے امراء بہلول لودھی کی بیوہ زیبا کی بات مان لیتے اور اسکندر لودھی کو تخت وتاج کا مالک بنا دیتے لیکن بہلول لودھی کا ایک چچازاد بھائی عیسیٰ خان بڑا فتنہ باز آدمی تھا۔ اس نے نہایت ترش لہجے میں گالی دے کر کہا ''اسکندر لودھی کسی بھی طرح ہندوستان کا سلطان بننے کے لائق نہیں ہے۔''

جب عیسیٰ خان نے گالی دے کر اپنے خیالات کا اظہار کیا تو ایک اور افغان سردار قرملی خان نے یہ سن کر غصے اور طیش میں کہا۔

''ابھی کل تو بادشاہ کا انتقال ہوا اور آج ہی سے ہم ان کی بیوی اور بیٹوں کی یوں بے حرمتی شروع کردیں، یہ نامناسب ہے، کسی طرح ٹھیک نہیں اور نہ ہی ہمیں زیب دیتا ہے۔''

قرملی خان کیونکہ اسکندر لودھی کا حمایتی تھا لہٰذا اس کی گفتگو سن کر عیسیٰ

aiourdubooks.net

خان بھڑک اٹھا اور قرملی خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہارا مرتبہ ایک ملازم سے زیادہ نہیں لٰہذا تم ہم رشتہ داروں کے معاملات میں دخل دینے کی ہمت نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے لٰہذا آئندہ تخت و تاج کے متعلق فیصلہ کرنے میں تم ہرگز دخل اندازی نہیں کرو گے۔''

عیسیٰ خان کی اس گفتگو سے قرملی خان بھی تاؤ کھا گیا لٰہذا غضب آلود ہو کر کہنے لگا۔

''میں صرف اسکندر لودھی کا ملازم ہوں اس کے علاوہ میں نہ کسی کا دبیل ہوں نہ کسی کا ملازم۔'' یہ دھمکی دے کر قرملی خان مجلس سے اٹھا اور اپنے ہم خیال امراء کے ہمراہ مرنے والے سلطان بہلول لودھی کی لاش بھداونی سے لے کر قصبہ جلالی جا پہنچا۔ یہ قصبہ ضلع علیگڑھ میں واقع تھا اور یہاں سلطان بلبن کی بنائی ہوئی ایک خوبصورت مسجد بھی تھی۔

یہاں قرملی خان اسکندر لودھی کو لے کر کوشک فیروز شاہ کے مقام پر آیا۔ یہ جگہ دریائے بیاس کے کنارے ایک بلند مقام پر واقع تھی اور یہاں قرملی خان نے اسکندر لودھی کو تخت پر بٹھایا اور اسے ہندوستان کا سلطان کے درجہ دے دیا۔

ہندوستان کا حکمران بننے کے بعد سلطان اسکندر نے سب سے پہلے اپنے باپ کی لاش کو تو دہلی بھیج دیا اور خود باغی سردار عیسیٰ خان کی طرف متوجہ ہوا۔ اتنی دیر تک عیسیٰ خان نے مقابلہ کرنے کے لئے خاصا بڑا لشکر تیار کر لیا

aiourdubooks.net

تھا۔عیسیٰ خان چاہتا تھا کہ چاروں طرف اسکندر لودھی کے خلاف فساد برپا کردے کہ اسکندر لودھی اور اس کا دست راست قرلی خان دونوں اپنا لشکر لے کر عیسیٰ خان کے سر پر جا پہنچے۔

عیسیٰ خان اور اسکندر لودھی کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔اس جنگ میں اسکندر لودھی نے عیسیٰ خان کو بدترین شکست دی اور عیسیٰ خان شکست اُٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔سلطان اسکندر لودھی نے عیسیٰ خان کا تعاقب نہ کیا اور اسے شکست دے کر ایک طرح سے اس نے عیسیٰ خان کو معاف کر دیا اور خود دہلی واپس چلا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان اسکندر لودھی کا کردار بھی اپنے باپ بہلول لودھی کی طرح بہت اچھا تھا۔باپ ہی کی طرح وہ بھی حسنِ اخلاق کا مجسمہ تھا۔ہر ایک افغان سے بہت اچھا برتاؤ کرتا،اپنا بھائی سمجھتا۔بادشاہ تمام امراء،دوست اور اراکین کے سامنے ایک بار پھر دہلی میں تخت نشین ہوا۔تخت نشینی کے وقت اسکندر لودھی کے چھ بیٹے تھے جن کے نام ابراہیم خان،جلال خان،اسماعیل خان،حسین خان،محمود خان اور اعظم ہمایوں تھے۔

aiourdubooks.net

تخت نشینی کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے اپنے مخالف عیسیٰ خان کو تو شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا مگر اب اس کا ایک اور بڑا مخالف تھا جس کا نام عالم خان تھا۔ یہ عالم خان ہندوستان میں سلطان علاؤ الدین کے نام سے مشہور تھا۔

اس عالم خان یعنی سلطان علاؤ الدین نے بھی سلطان اسکندر لودھی کے خلاف علم بغاوت کھڑا کیا۔ کچھ دن تک وہ چندواڑہ میں مقیم رہا اس کے بعد نجانے کیا سوچتے ہوئے چندواڑہ سے بھاگ کر پٹیالی میں جا مقیم ہوا۔ ان دنوں عیسیٰ خان بھی اسکندر لودھی کے ہاتھوں شکست اُٹھانے کے بعد پٹیالی ہی میں قیام کیے ہوئے تھا۔

اب اسکندر لودھی نے ایک بار پھر اپنے مخالفوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کیا۔ وہ دہلی سے نکلا اور پہلے رابری پہنچا۔ رابری کی حکومت اس نے اپنے دست راست قرلی خان کے ہاتھ میں دی اور وہاں سے کوچ کرتا ہوا وہ اٹاوہ جا پہنچا۔ اٹاوہ میں اسکندر لودھی نے لگ بھگ سات مہینے قیام کیا۔ اٹاوہ ہی میں قیام کے دوران عالم خان جس نے اپنا لقب سلطان علاؤ الدین بنا رکھا تھا وہ اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطاعت

aiourdubooks.net

اور فرمانبرداری اختیار کی۔ اس کے اس رویے پر اسکندر لودھی خوش ہوا اور اسے اٹاوہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

اس دوران باغی عیسیٰ خان نے ایک بار پھر اسکندر لودھی سے ٹکراتے ہوئے قسمت آزمانے کی کوشش کی۔ اسکندر لودھی ایک بار اسے بدترین شکست دے چکا تھا اور یہ شکست اٹھانے کے بعد عیسیٰ خان اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر پٹیالی جا پہنچا تھا۔ پٹیالی میں اس نے پھر تگ و دو کرتے ہوئے اپنے لشکر کی تعداد کافی حد تک بڑھالی۔ ادھر ادھر سے اپنے ہمنواؤں کو اس نے پٹیالی میں جمع کر لیا اور اب اس نے ارادہ کر لیا کہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اسکندر لودھی سے ٹکرائے گا اور اسے شکست دے کر دہلی کے تخت و تاج سے محروم کر دے گا۔

دوسری طرف اسکندر لودھی کو بھی عیسیٰ خان کے ان ارادوں کی خبریں مل رہی تھیں لہٰذا اسکندر لودھی اپنے لشکر کو لے کر کوچ کرتا ہوا پٹیالی کی طرف بڑھا۔ پٹیالی کے نواح میں اسکندر لودھی اور عیسیٰ خان کے درمیان ایک بار پھر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اس بار بھی پٹیالی کے نواح میں عیسیٰ خان کو اسکندر لودھی کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ساتھ ہی عیسیٰ خان کی بدقسمتی کہ جنگ کے دوران وہ بری طرح زخمی ہوا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ موت کا شکار ہو گیا۔

عیسیٰ خان کا خاتمہ کرنے کے بعد اب اسکندر لودھی نے اپنے بڑے بھائی باربک کی طرف توجہ دی۔ باربک اسکندر لودھی کا باپ سے سگا اور ماں

aiourdubooks.net

سے سوتیلا بھائی تھا۔ اس نے اسکندر لودھی کو ہندوستان کا سلطان ماننے سے انکار کر دیا تھا بلکہ اس نے خود ہندوستان کا سلطان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے باربک شاہ کہلانا شروع کر دیا تھا۔

جن علاقوں میں ان دنوں باربک شاہ نے قیام کیا ہوا تھا وہاں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکے بھی اس کے نام کے جاری کیے جاتے تھے۔ یہ صورت حال اسکندر لودھی کے لئے ناقابل برداشت تھی لہٰذا اس نے اپنے بھائی باربک شاہ کی طرف ایک قاصد بھجوایا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے نام کے خطبے اور سکوں میں اسکندر لودھی کا نام بادشاہ کی حیثیت سے شامل کرے اور اسکندر لودھی کی اطاعت کا اعلان بھی کرے۔

باربک شاہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ساتھ ہی اس نے اسکندر لودھی کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرنے سے بھی قطعی طور پر انکار کر دیا۔ اب سلطان اسکندر لودھی نے باربک شاہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔

دوسری طرف باربک شاہ کو بھی خبریں پہنچ رہی تھیں کہ اسکندر لودھی اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا وہ بھی اپنے لشکر کو حرکت میں لایا۔ اس کے پاس اس وقت ایک خاصا بڑا لشکر تھا جس کا سالار اس نے ایک ایسے شخص کو بنایا جس کا نام کالا پہاڑ تھا۔ بہر حال قنوج کے نواح میں سلطان اسکندر لودھی اور کالا پہاڑ کے درمیان ٹکراؤ ہوا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل آئے۔ جنگ شروع ہوئی۔ کالا پہاڑ کی بدقسمتی کہ جس

aiourdubooks.net

وقت وہ سلطان اسکندر لودھی پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس کے لشکر کے درمیانی حصے میں آیا تو اسکندر لودھی کے کچھ سرداروں نے کالا پہاڑ کو گرفتار کرلیا۔

کالا پہاڑ کے گرفتار ہوتے ہی باربک شاہ کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور اس کے لشکری بھاگ گئے۔ کالا پہاڑ کو گرفتار کرنے کے بعد جب اسے سلطان اسکندر لودھی کے سامنے لایا گیا تو اس کے احترام اور اس کی عزت کرنے کے لئے اسکندر لودھی اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ اسکندر لودھی نے کالا پہاڑ سے مصافحہ کیا اور کہا۔

"تم میرے باپ کی طرح ہو مجھے بھی اپنا بیٹا سمجھو۔"

اسکندر لودھی کے ان الفاظ پر کالا پہاڑ بڑا شرمندہ ہوا۔ اس موقع پر اپنی شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کالا پہاڑ کہنے لگا۔

"آپ نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے اس احسان کے بدلے میں، میں اس کے سوا کوئی کام نہیں کرسکتا کہ اپنی جان آپ پر نچھاور کردوں۔"

اس کے بعد اس نے اسکندر لودھی سے فرمائش کی کہ اسے ایک عمدہ قسم کا گھوڑا دیا جائے تاکہ وہ اپنے بچے کھچے لشکریوں کو ایک بار پھر یکجا کر کے باربک شاہ کے مقابلے پر جائے اور اسے سلطان اسکندر لودھی کا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے۔

اسکندر لودھی نے اس کی فرمائش پوری کردی۔ اسے ایک عمدہ اور توانا

aiourdubooks.net

گھوڑا مہیا کیا گیا۔ اس پر کالا پہاڑ حرکت میں آیا۔ اس کے جو لشکری شکست اٹھا کر بھاگے تھے اس نے ان سب کو یکجا کر کے منظم کیا۔ اس کے بعد بار بک کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔

بار بک اور کالا پہاڑ کے درمیان ٹکراؤ ہوا۔ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں کالا پہاڑ نے بار بک شاہ کو بدترین شکست دی اور اس کے بیٹوں میں سے ایک کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بار بک شاہ کا پیچھا کیا گیا۔ تعاقب کی وجہ سے بار بک شاہ بڑا پریشان ہوا۔ آخر اس نے فرار کا راستہ ترک کرتے ہوئے سلطان اسکندر لودھی کی اطاعت قبول کر لی۔

اسکندر لودھی بڑے ادب اور احترام سے بار بک کے ساتھ پیش آیا۔ بار بک کو لے کر وہ جون پور پہنچا اور بار بک شاہ کو اس نے جون پور کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔

بار بک شاہ کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے ارادہ کیا کہ اس کے باپ بہلول لودھی کے دور میں مختلف علاقوں کے جو حاکم اور والی تھے ان سے رابطہ قائم کرے اور دیکھے کہ ان میں سے کون کون بغاوت پر آمادہ ہوتا ہے اور کون کون اطاعت کرتا ہے جو اطاعت اختیار کرے اسے اس کے علاقوں کی حاکمیت پر برقرار رکھا جائے اور جو نافرمانی کرے اس سے نبٹتے ہوئے اسے حکمرانی سے علیحدہ کرتے ہوئے کسی دوسرے کو وہاں کا حاکم مقرر کیا جائے۔

یہ ارادہ کرنے کے بعد اسکندر لودھی جون پور سے کالپی پہنچا۔ کالپی پر

aiourdubooks.net

اس نے ایک شخص محمود خان لودھی کو حاکم مقرر کیا۔ کالپی سے اسکندر لودھی جستھرا جا پہنچا۔ جستھرا کا حاکم ان دنوں ایک شخص تاتار خان تھا۔ وہ بڑی فرمانبرداری سے پیش آیا، اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی لہٰذا اسکندر لودھی نے وہاں کی حکومت اس کے نام رہنے دی۔

اس کے بعد اسکندر لودھی نے اپنے دست راست قرملی خان کو ایک قیمتی خلعت دے کر گوالیار کے راجہ مان سنگھ کی طرف روانہ کیا۔ اصل میں اسکندر لودھی یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ راجہ مان سنگھ اس کی اطاعت قبول کرتا ہے کہ نہیں۔

قرملی خان جب گوالیار پہنچا تو راجہ نے سلطان اسکندر لودھی کی بھیجی ہوئی خلعت بڑی خوشی سے قبول کی۔ قرملی خان سے وہ بڑی محبت اور احترام سے پیش آیا اور اس نے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کے طور پر اپنے ایک بھتیجے کو سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ سلطان کو یقین دلائے کہ گوالیار کا راجہ مان سنگھ سلطان کا مطیع اور فرمانبردار بن کر رہنا چاہتا ہے۔

گوالیار کے راجہ مان سنگھ کے اس رویے سے اسکندر لودھی بڑا خوش ہوا۔ اس کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے بیانہ شہر کا رُخ کیا۔

بیانہ کا حاکم ان دنوں ایک شخص سلطان شرف تھا۔ جب اسکندر لودھی بیانہ کے قریب پہنچا تو سلطان شرف نے شہر سے باہر نکل کر بہترین انداز میں اسکندر لودھی کا استقبال کیا اور ساتھ ہی اس نے بڑے اچھے اور حسن اخلاق کا

ثبوت بھی دیا۔ اسکندر لودھی کی اس نے اطاعت بھی قبول کر لی۔ اس موقع پر اسکندر لودھی نے اپنے کچھ سالاروں سے سلطان شرف سے متعلق مشورہ کیا۔ اس مشورے کے بعد اسکندر لودھی نے سلطان شرف سے کہا۔ ''بیانہ کی حکومت چھوڑ دو تا کہ تمہیں چندواڑہ، مارہرہ اور سلیکت کے علاقوں کا حکمران بنادیا جائے۔''

اسکندر لودھی کی یہ بات شاید سلطان شرف خان کو پسند نہ آئی تھی لہٰذا وہ اپنے ایک ساتھی عمر خان شیروانی کو اپنے ساتھ لے گیا اور بہانہ یہ کیا کہ قلعہ اور خزانے کی کنجیاں اسکندر لودھی کے سپرد کرنے کے لئے وہ عمر خان شیروانی کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے مگر بیانہ پہنچ کر سلطان شرف کی نیت بدل گئی۔ اس نے اپنے قلعے کو اور زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کر دیا وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا اور اسکندر لودھی کی اطاعت سے انکار کر دیا۔

سلطان اسکندر لودھی کو سلطان شرف کے اس رویے سے بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ اس دوران اسکندر لودھی کو ایک اور بری خبر ملی وہ یہ کہ آگرہ کا حکمران ان دنوں ہیبت خان جلوانی تھا وہ بھی سلطان شرف خان کا ہمنوا، اس کا راز دار اور اس کا دوست تھا لہٰذا شرف خان کی دیکھا دیکھی اس ہیبت خان جلوانی نے بھی سرکشی اختیار کی اور آگرہ کے قلعے پر قبضہ کر کے قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان اسکندر لودھی کو ہیبت خان جلوانی کے اس رویے پر بھی بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔

سلطان اسکندر لودھی نے پہلے آگرہ کا رُخ کیا۔ لشکر کا ایک حصہ اس

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکر گزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

نے وہاں چھوڑا۔ اپنے چند سرداروں اس نے بڑی سختی کے ساتھ آگرہ کا محاصرہ جاری رکھنے کا حکم دیا اور باقی لشکر کو لے کر اسکندر لودھی نے خود بیانہ کا رُخ کیا تھا۔

اسکندر لودھی نے بڑی سختی کے ساتھ بیانہ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ اس سختی کی وجہ سے بیانہ کے لوگ محاصرے سے تنگ آنا شروع ہو گئے۔ خود سلطان شرف خان بھی پریشان ہو گیا۔ اس نے اندازہ لگا لیا کہ دن بدن اس پر اسکندر لودھی کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے لہٰذا کسی نہ کسی روز اسکندر لودھی بیانہ کو فتح کر لے گا اور اگر ایسا ہوا تو اسکندر لودھی ضرور اس کے قتل کا حکم دے دے گا۔ یہ خیال کرتے ہوئے سلطان شرف خان نے نافرمانی اور سرکشی ترک کر دی اور اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امان طلب کی اور اس طرح اسکندر لودھی نے بیانہ فتح کر لیا۔

بیانہ کا نظم و نسق اور انتظام اسکندر لودھی نے قرملی خان کے حوالے کیا جبکہ سرکشی اختیار کرنے کی وجہ سے شرف خان کو گوالیار کی طرف بھیج کر ایک طرح سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔

اس واقعہ کے بعد سلطان اسکندر لودھی کے لئے ایک اور مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ جون پور کے گرد و نواح میں لگ بھگ ایک لاکھ سرکشوں نے اسکندر لودھی کے خلاف بغاوت کر دی۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ سرکشی اور بغاوت کرنے والے سب زمیندار تھے۔ ان سرکشوں نے جونپور کے حاکم مبارک خان لوہانی کا رُخ کیا جو وہاں اسکندر لودھی کی طرف

aiourdubooks.net

سے حاکم تھا۔ ان سرکشوں نے مبارک خان لوہانی کے بھائی شیر خان کو قتل کر دیا اور مبارک خان بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگا۔ سلطان اسکندر لودھی کو جب ان باغیوں اور سرکشوں کے ہاتھوں تباہی و بربادی کی خبریں ملی تب وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ دریائے گنگا کو عبور کرنے کے بعد وہ آگے بڑھا۔ وہاں اس کا بڑا بھائی باربک شاہ بھی اس سے آن ملا تھا۔ اس طرح اسکندر لودھی ان ایک لاکھ سرکشوں سے ٹکرایا اس ٹکراؤ کے نتیجے میں اسکندر لودھی نے باغیوں کو بدترین شکست دی۔ ان کا خوب قتل عام کیا۔ ان کے پاس کیونکہ ڈھیروں سامان تھا لہٰذا جب انہیں شکست ہوئی تو ان کے سارے سامان پر اسکندر لودھی کا قبضہ ہو گیا اور یہ سارے کا سارا سامان اسکندر لودھی نے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح اس سامان کی وجہ سے اسکندر لودھی کے لشکری بھی مالا مال ہو گئے تھے۔

ان ایک لاکھ باغیوں کو شکست دینے کے بعد اسکندر لودھی جون پور پہنچا۔ باربک کو اس نے جون پور ہی میں لشکر کے ساتھ چھوڑا اور خود واپس ہولیا۔ جون پور کے نواح میں اسکندر لودھی لگ بھگ ایک ماہ تک شکار میں مصروف رہا۔ اسی دوران کچھ مخبروں نے اسکندر لودھی کو یہ خبر دی کہ اس کا بھائی باربک شاہ جونپور میں زمینداروں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اگر ان زمینداروں نے پھر بغاوت کھڑی کی تو مبارک شاہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

یہ خبر ملنے کے بعد اسکندر لودھی نے اپنے سالاروں میں سے کالا پہاڑ،

aiourdubooks.net

اعظم ہمایوں، شیروانی اور مبارک خان کو حکم دیا کہ کڑہ کے راستے جونپور جائیں۔ خود وہاں کے انتظامات درست کر کے باربک شاہ کو اس کے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ یہ سارے سالاران علاقوں کی طرف گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے وہاں کے حالات اور انتظامات کو درست کیا۔ باربک کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ باربک شاہ کو اسکندر لودھی نے ہیبت خان اور عمر شیروانی کی نگرانی میں دے دیا اور خود جونپور کے گردونواح سے ہوتا ہوا چنار نام کے قلعے کی طرف بڑھا۔

یہ علاقہ بہار کا تھا اور اس وقت بہار کا حکمران حسین شاہ شرقی تھا اور وہ اسکندر لودھی کا مطیع اور فرمانبردار نہیں تھا بلکہ آزاد حکمران تھا۔ اسکندر لودھی چنار نام کے قلعے پر قبضہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت بہار کے حکمران حسین شاہ شرقی کے بہت سے امراء اور لشکری موجود تھے لہٰذا وہ اپنا لشکر لے کر اسکندر لودھی کے مقابلے پر آئے مگر اسکندر لودھی نے انہیں بدترین شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد اسکندر لودھی نے آگے بڑھ کر قلعہ چنار کا محاصرہ کر لیا۔ وہ قلعہ کیونکہ انتہائی مضبوط اور پائیدار تھا لہٰذا اسکندر لودھی نے خیال کیا کہ قلعے کا محاصرہ کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ قلعے کو فتح کرنا معمولی بات نہیں۔ ساتھ ہی اسکندر لودھی کو یہ بھی خطرہ تھا کہ قلعے کے اندر شکست خوردہ لشکر محصور ہو چکا ہے۔ اگر اس نے زیادہ دن تک قلعے کا محاصرہ رکھا تو اس کے لئے مصیبتیں بھی کھڑی ہو سکتی ہیں۔

aiourdubooks.net

وہ اُس طرح کہ بہار کا حکمران حسین شرقی باہر کی طرف حملہ آور ہو کر نقصان پہنچا سکتا ہے جبکہ قلعے کے اندر جو محصور لشکر تھا۔ وہ بھی باہر نکل کر حملہ آور ہو کر اس کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا تھا ان حالات کو دیکھتے ہوئے اسکندر لودھی نے چنار نام کے اس قلعے کا محاصرہ ترک کر دیا۔ اب اسکندر لودھی نے کنپت نام کے علاقے کے راجہ کا رُخ کیا۔

اس راجہ نے اسکندر لودھی کا بہترین استقبال کیا۔ اسکندر لودھی کی بہترین آؤ بھگت کی۔ اس سلوک سے اسکندر لودھی خوش ہوا اور اس کا علاقہ اس کے تحت رہنے دیا۔

چنار نام کے قلعے سے اسکندر لودھی جب پیچھے ہٹا تب اس کے مخبروں نے اسے اطلاع دی کہ دیوتاری کا ایک ایسا علاقہ ہے جہاں چوروں، لٹیروں اور باغیوں نے سرکشی اور بغاوت کھڑی کر رکھی ہے۔ ان کے ہاتھوں کوئی محفوظ نہیں۔ یہ بھی بتایا گیا کہ وہ سارا علاقہ باغیوں اور سرکشوں کا اڈہ بنا ہوا ہے اور وہیں سے نکل کر وہ مختلف علاقوں کو تاراج کرتے پھرتے ہیں۔

یہ خبر سن کر اسکندر لودھی دیوتاری کے علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ باغیوں اور سرکشوں کے ساتھ اس کا ٹکراؤ ہوا۔ ان گنت سرکشوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی جب ادھر ادھر بھاگے تب اسکندر لودھی نے اپنے لشکر کے مختلف حصے کر کے ان کے تعاقب میں لگا دیئے۔ اس طرح ان باغیوں اور سرکشوں کا اسکندر لودھی نے خوب قتل عام کیا۔

اسکندر لودھی ان حالات سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اسے ایک اور بری خبر

aiourdubooks.net

بلی۔ ان علاقوں میں رائے بلدر نام کا ایک راجہ تھا۔ اس نے بڑی طاقت اور قوت جمع کر رکھی تھی اور اس نے سلطان اسکندر لودھی سے ٹکراتے ہوئے اپنی قسمت آزمانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اسکندر لودھی کو جب خبر ہوئی کہ رائے بلدر اس پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اور یہ کہ اگر اسکندر لودھی نے رائے بلدر پر حملہ آور ہو کر اس کی سرکوبی نہ کی تو پھر رائے بلدر خود اپنا لشکر لے کر نکلے گا اور اسکندر لودھی کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف تباہی اور غارت گری کرے گا بلکہ آہستہ آہستہ ایسی قوت پکڑے گا جسے زیر کرنا مشکل ہو جائے گا۔

دیوتاری کے سرکشوں کو ختم کرنے کے بعد اپنے مخبروں کی دی ہوئی اطلاعات کی روشنی میں اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ راجہ رائے بلدر کی طرف بڑھا۔ اس پیش قدمی کے دوران بھی اس نے بہت سے سرکشوں اور باغیوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور بڑی تیزی سے راجہ رائے بلدر کے علاقے کی طرف بڑھا۔

راجہ رائے بلدر کو جب خبر ہوئی کہ اسکندر لودھی اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا ہے تب راجہ رائے بلدر نے اپنے بیٹے نیر سنگھ کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر اسکندر لودھی کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

اسکندر لودھی اور بلدر سنگھ کے بیٹے نیر سنگھ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ اس جنگ میں اسکندر لودھی نے نیر سنگھ کو بدترین شکست دی اور وہ

aiourdubooks.net

شکست اٹھا کر پٹنہ کی طرف بھاگا۔

اسکندر لودھی بھی اسے شکست دینے کے بعد پٹنہ کی طرف چل دیا۔ راجہ رائے بلدر کو جب خبر ہوئی کہ اس کے بیٹے کو شکست ہوئی ہے اور وہ بھاگ کھڑا ہوا ہے تو اس نے بھی اپنے علاقے سے بھاگ جانا چاہا مگر اسی بھاگ دوڑ کے دوران راجہ بلدر انتقال کر گیا۔ اس طرح اس باغی اور سرکش کا خاتمہ ہوا۔

اسکندر لودھی نے چند روز تک پٹنہ کے گرد و نواح میں قیام کیے رکھا۔ لگاتار جنگوں میں مصروف رہتے ہوئے اسکندر لودھی کے لشکری اور گھوڑے تھک چکے تھے اور انہیں آرام اور ستانے کی ضرورت تھی لہٰذا اس صورت حال سے راجہ بلدر کے بیٹے نیر سنگھ نے فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر لیا۔

نیر سنگھ کو خود تو اسکندر لودھی کے ہاتھوں بدترین شکست ہو چکی تھی اور وہ اسکندر لودھی کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لہٰذا اس نے بہار کے حکمران حسین شرقی کی طرف تیز رفتار قاصد بھجوائے اور اس پر انکشاف کیا کہ اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ ان علاقوں کی طرف آیا ہوا ہے۔ لگاتار باغیوں اور سرکشوں کے خلاف مصروف رہنے کی وجہ سے اس کے لشکری تھک چکے ہیں۔ لشکر کے بہت سے گھوڑے مر چکے ہیں جو باقی بچے ہیں وہ بھی تھکے ماندے ہیں لہٰذا اس موقع پر اگر بہار کا حکمران حسین شرقی سلطان اسکندر لودھی پر حملہ آور ہو جائے تو اسے شکست دے کر اس کی جگہ ہندوستان کا شہنشاہ بن سکتا ہے۔

راجہ رائے بلدر کے بیٹے کے اس پیغام کو پا کر بہار کا حکمران حسین شرقی

aiourdubooks.net

خوش ہوا۔ اس نے بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ سلطان اسکندر لودھی پر حملہ آور ہونے کے لئے اس نے دریائے گنگا کا رُخ کیا تھا۔

اسکندر لودھی کے مخبر بھی بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی اسکندر لودھی کو خبر کر دی تھی کہ بہار کا حکمران حسین شرقی اس پر حملہ آور ہو کر اس کے لشکریوں اور گھوڑوں کی تھکاوٹ سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اسکندر لودھی بھی بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ جلدی جلدی اس نے دریائے گنگا کو پار کیا۔ اس وقت تک حسین شرقی بھی اپنے لشکر کے ساتھ بنارس سے لگ بھگ اٹھارہ کوس کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔ وہیں اسکندر لودھی اس کے لشکر کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

اس طرح بنارس سے اٹھارہ کوس دور کھلے میدانوں میں بہار کے حکمران حسین شرقی اور اسکندر لودھی کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ اس خون ریز جنگ کے نتیجے میں بہار کے حکمران حسین شرقی کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ پٹنہ کی طرف بھاگا۔

اسکندر لودھی نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اس جگہ چھوڑا جہاں جنگ ہوئی تھی تاکہ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جائے اور خود ایک لاکھ لشکریوں کے ساتھ وہ بہار کے حکمران سلطان شرقی کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

اسی دوران حسین شرقی بہار کے علاقوں میں داخل ہو گیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اسکندر لودھی پھر بنارس کی طرف آیا جہاں جنگ ہوئی تھی۔ وہاں پہنچا اور لشکر کے دوسرے حصے کو بھی اپنے ساتھ لیا اور پورے لشکر

aiourdubooks.net

کے ساتھ ایک بار پھر اس نے بہار کا رُخ کیا۔

جس وقت اسکندر لودھی حسین شرقی کا تعاقب ترک کر کے بنارس کی طرف گیا تھا تب حسین شرقی نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اسکندر لودھی اس پر حملہ آور نہیں ہو گا لہٰذا اس کی جان بچ گئی ہے لیکن جب پورے لشکر کو لے کر اسکندر لودھی پھر بہار کی طرف بڑھا تب حسین شرقی بڑا پریشان ہوا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے حسین شرقی نے اپنے ایک سالار کو اپنی جگہ بہار میں مقرر کیا۔ اس سالار کا نام ملک کھندو تھا اور خود حسین شرقی لکھنوتی شہر کے نواح میں ایک جگہ کھل گاؤں کی طرف بھاگا۔

جس علاقے کی طرف حسین شرقی بھاگا تھا وہ علاقہ کیونکہ بنگال کا تھا۔ بنگال کا حکمران ان دنوں ایک شخص علاؤ الدین تھا۔ علاؤ الدین نے حسین شرقی کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اس کے آرام اور آسائش کا پورا اہتمام کیا۔ ہر چیز اسے مہیا کی۔

اسکندر لودھی کو جب خبر ہوئی کہ بہار کا حکمران حسین شرقی بنگال کے حکمران کی پناہ میں چلا گیا ہے تب اس نے اس کا تعاقب ترک کر دیا۔ وہ پلٹ کر بہار میں واپس آیا۔ بہار میں اس وقت حسین شرقی کا سالار ملک کھندو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ متعین تھا۔ اسکندر لودھی ملک کھندو پر حملہ آور ہوا۔ اسے بدترین شکست دی۔ شکست اٹھا کر ملک کھندو بھاگ کھڑا ہوا۔ اس طرح بہار کے پورے علاقے کو اسکندر لودھی نے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔

aiourdubooks.net

بہار پر قبضہ کرنے کے بعد اسکندر لودھی نے اپنے ایک سالار محبت خان کو چند دوسرے سالاروں اور امراء کے ساتھ بہار میں چھوڑا اور خود درویش پور پہنچا۔ وہاں اسے خبر ملی کہ ان علاقوں میں ترہٹ کا راجہ بڑی طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ اسے بھی زیر اور مطیع کرنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ آنے والے دنوں میں کسی موقع پر وہ سرکشی اختیار کرے یا اسکندر لودھی کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اسکندر لودھی کے علاقوں میں حالات خراب کرنے کی کوشش کرے۔ یہ سن کر اسکندر لودھی نے درویش پور سے ترہٹ کے علاقے کا رُخ کیا۔ اس کے ساتھ اس وقت بہت بڑا لشکر تھا۔ ترہٹ کے راجہ کو جب خبر ہوئی کہ اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف رُخ کر رہا ہے تب وہ بڑا خوف زدہ ہوا۔ اپنے شہر سے نکل کر راجہ نے بہترین انداز میں اسکندر لودھی کا استقبال کیا۔ ساتھ ہی ایک بھاری رقم بھی خراج کے طور پر سالانہ اسکندر لودھی کو ادا کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

اس کے اس سلوک سے اسکندر لودھی بڑا خوش ہوا۔ اپنے سالار مبارک خان لوہانی کو خراج کی رقم وصول کرنے کے لئے اس نے ترہٹ ہی میں رہنے دیا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ واپس درویش پور پہنچ گیا۔

درویش پور میں قیام کے دوران اسکندر لودھی بنگال پر حملہ آور ہونے سے متعلق سوچنے لگا۔ وہ یہ خیال کر رہا تھا کہ اس نے بہار پر تو قبضہ کر لیا ہے اور بہار کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچنے پر مجبور تھا کہ اگر اپنے لشکر کو لے کر وہ بہار سے نکل جاتا ہے تو اس کی غیر موجودگی

aiourdubooks.net

میں حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہو جائیں گے۔

اس لئے کہ بہار کے سابق حکمران حسین شرقی نے بنگال کے حکمران علاؤ الدین کے پاس قیام کیا ہوا تھا اور بنگال کا حکمران علاؤ الدین پوری طرح اس کی طرف داری کر رہا تھا بلکہ اس کی آؤ بھگت میں بھی مصروف تھا لہٰذا اسکندر لودھی کو یقین تھا کہ اگر ان حالات میں اس نے ان علاقوں کو جوں کا توں چھوڑ کر دہلی کا رخ کرنے کی کوشش کی تو اس کی غیر موجودگی میں بنگال کا حکمران علاؤ الدین اور بہار کا سابق حکمران حسین شرقی مل کر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کریں گے اور اسکندر لودھی جو اپنا لشکر بہار کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر جائے گا اس پر حملہ آور ہو کر دوبارہ بہار پر قبضہ کر لیں گے۔ اس طرح نہ صرف اسکندر لودھی کے ہاتھوں سے بہار نکل جائے گا بلکہ بہار میں جو لشکری وہ مقرر کر جائے گا ان کا بھی علاؤ الدین اور حسین شرقی قتل عام کر دیں گے۔ اس ساری صورت حال کو دیکھتے ہوئے درویش پور میں قیام کرتے ہوئے اسکندر لودھی نے بنگال پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینا شروع کر دی تھی۔

اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے درویش پور سے بہار کا رُخ کیا اور بہار کے ایک مقام پر جا کر اس نے پورے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسری طرف بنگال کے حکمران علاؤ الدین کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ سلطان اسکندر لودھی اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر چکا ہے اور بہار کی طرح وہ بنگال کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بناتے ہوئے اپنی سلطنت میں شامل کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے اسکندر لودھی کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔

اسکندر لودھی کا مقابلہ کرنے کے لئے علاؤ الدین نے بھی ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کی کمانداری اس نے اپنے بیٹے دانیال کو سونپی۔ اس طرح علاؤ الدین کا بیٹا دانیال ایک بہت بڑا لشکر لے کر سلطان اسکندر لودھی کے ساتھ معرکہ آرائی کے لئے آگے بڑھا۔

دوسری طرف اسکندر لودھی نے بھی اپنے لشکر کی کمانداری اپنے سالاروں میں سے محمود خان لودھی اور مبارک خان لوہانی کے سپرد کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر بنگال کے حکمران علاؤ الدین کے بیٹے دانیال کا مقابلہ کریں۔

aiourdubooks.net

بازہ نام کے قصبے کے قریب دونوں لشکریوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔ یہ بڑا ہولناک ٹکراؤ تھا لیکن اس ٹکراؤ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ نہ اسکندر لودھی کا لشکر فتح مند ہو کر سامنے آیا نہ ہی حاکم بنگال علاؤالدین کے لشکر نے ہار مانی تھی۔

شام تک ہونے والی جنگ کے بعد دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ میں چلے گئے۔ دونوں طرف کے لشکری پریشان تھے کہ اگر اسی طرح جنگ جاری رہی تو یہ جنگ طول بھی پکڑ سکتی ہے۔ اگلے روز جنگ شروع ہونے سے پہلے حاکم بنگال علاؤالدین کے بیٹے دانیال کی طرف سے کچھ سرکردہ لوگ سلطان اسکندر لودھی کے لشکر میں آئے اور انہوں نے اسکندر لودھی کے سالار محمود لودھی اور مبارک خان سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔

جب دانیال کے ان سفیروں کو محمود لودھی اور مبارک خان کے سامنے پیش کیا گیا تب ان سفیروں نے اپنے سالار دانیال کی طرف سے محمود لودھی اور مبارک خان کو یہ پیغام دیا۔

آج دن بھر دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے ہیں اور کوئی فیصلہ سامنے نہیں آیا۔ اگر جنگ اسی طرح جاری رہی تو دونوں طرف کے لشکری خوامخواہ میں مارے جائیں گے۔ دونوں لشکروں کا نقصان ہوگا جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ان سفیروں نے محمود لودھی اور مبارک خان کے سامنے یہ بھی تجویز پیش کی کہ ان کے سالار اعلیٰ دانیال کی خواہش ہے کہ دونوں لشکریوں کی آپس

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ تا کہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو با آسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تا کہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکر گزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

میں صلاح ہو جائے۔ جنگ موقوف کر دی جائے اور یہ کہ آئندہ کے لئے دونوں فریقین ایک دوسرے سے وعدہ کریں کہ ایک دوسرے کے علاقوں پر حملہ آور نہیں ہوں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کے باغیوں کو اپنے ہاں پناہ دیں گے۔ حاکم بنگال کے بیٹے دانیال کی طرف سے یہ بہترین تجویز تھی۔ اس طرح ان علاقوں میں امن قائم ہو سکتا تھا۔

محمود خان لودھی اور مبارک خان کیونکہ یہ فیصلے کرنے میں خود مختار نہیں تھے جبکہ اسکندر لودھی ان دنوں درویش پور میں قیام کیے ہوئے تھا لہٰذا جو تجویز بنگال کے حکمران علاؤ الدین کے بیٹے دانیال نے پیش کی تھی وہ تجویز تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے درویش پور میں اسکندر لودھی کو پہنچائی گئی اور اس کا فیصلہ طلب کیا گیا۔

دانیال کی تجویزیں جب اسکندر لودھی کے سامنے پیش کی گئیں تو اس نے بھی بہتری اسی میں سمجھی کہ جنگ کو موقوف کر دیا جائے اور یہ کہ دونوں حکمران ایک دوسرے کی سرحدوں کا احترام کریں اور یہ کہ بنگال کا اگر کوئی باغی اسکندر لودھی کے ہاں پناہ لینے کی کوشش کرے تو اسے پناہ نہ دی جائے۔ اس طرح اسکندر لودھی کا کوئی باغی بنگال میں داخل ہونا چاہے تو بنگال والے اسے قبول نہ کریں۔

اسکندر لودھی نے ان تجویزوں کو قبول کر لیا اور اپنی منظوری ان قاصدوں کے ذریعے محمود لودھی اور مبارک خان کو بھجوا دی۔ اس طرح یہ ٹکراؤ، یہ جنگ موقوف ہوئی۔ محمود خان لودھی اور مبارک خان دونوں اپنے

aiourdubooks.net

لشکر کو لے کر اسکندر لودھی کے پاس واپس آ گئے۔ مبارک خان لوہانی، اسکندر لودھی کے بہترین سالاروں میں سے تھا۔ جب بنگال کے حکمران کے بیٹے دانیال سے صلح کرنے کے بعد وہ محمود خان لودھی کے ساتھ درویش پور پہنچا تو درویش پور میں اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے انتقال کی وجہ سے سلطان اسکندر لودھی چند ہفتوں تک درویش پور ہی میں قیام کیے رہا۔ اس کے یہاں قیام کے دوران اسکندر لودھی نے مبارک خان لوہانی کے بیٹے اعظم ہمایوں کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ جبکہ مبارک خان کے دوسرے بیٹے دریا خان کو بہار کا حاکم مقرر کر دیا گیا تھا۔

اس عرصے میں اسکندر لودھی نے ایک ایسا حکم جاری کیا جو کم از کم ہندوستان میں نیا اور انوکھا خیال کیا جاتا تھا۔ ہوا یوں کہ ان دنوں اناج کی بہت کمی محسوس ہونے لگی۔ قحط کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے لہٰذا اسکندر لودھی نے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے غلہ کی زکوٰۃ بالکل بند کر دی اور تمام دارالسلطنت میں یہ فرمان جاری ہو گیا۔ اسی زمانے سے غلے کی زکوٰۃ دینا ہر کسی نے موقوف کر دی۔ اس کے ساتھ ہی اسکندر لودھی سارنگ نام کے ایک موضع کی طرف گیا اور اس قصبے کے گرد و نواح کے علاقوں میں جن زمینداروں نے یونہی بہت سی زمینوں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ وہ زمینیں بے کار پڑی ہوئی تھیں اور ان زمینوں سے کوئی آمدنی نہ ہوتی تھی۔ وہ ساری زمینیں اسکندر لودھی نے اپنے امراء میں تقسیم کر دیں اور ان زمینوں کو اس نے آباد کرنے کا حکم دیا تا کہ ان زمینوں سے اناج پیدا ہو اور غلے کی قلت کا خاتمہ

aiourdubooks.net

ہوا اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ اسکندر لودھی مچھلی گڑھ سے ہوتا ہوا جونپور پہنچ گیا۔ جونپور سے اسکندر لودھی نے پٹنہ کے راجہ سالبان کو پیغام بھجوایا کہ وہ اپنی بیٹی کو اس کے عقد میں داخل کر دے، سالبان کی بیٹی انتہا درجہ کی حسین اور خوبصورت تھی اور اس کے حسن اور خوبصورتی کے چرچے اسکندر تک پہنچے تھے۔ سالبان نے اپنی بیٹی اسکندر لودھی کے حرم میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا انکار اسکندر لودھی کو بڑا ناگوار گزرا، لہٰذا بدلہ لینے کے لئے وہ پٹنہ پر حملہ آور ہوا اور اس نے اس کی آبادی کا دور دور تک نام ونشان مٹا کر رکھ دیا۔ اس طرح پٹنہ اور اس کے گردونواح کا علاقہ سالبان کے انکار کی وجہ سے اسکندر لودھی کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گیا۔

aiourdubooks.net

پٹنہ کے ان واقعات کے بعد سلطان اسکندر لودھی کے لئے ایک اور نئی مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ہوا یوں کہ سلطان اسکندر لودھی نے اپنے بھائی باربک شاہ کی جگہ جونپور کا حاکم ایک شخص مبارک خان موجی کو مقرر کیا تھا۔ اس مبارک خان موجی نے سرکاری مال و دولت میں انتہا درجہ کی خیانت کی اور جب اس سے حساب طلب کیا گیا تو وہ ٹال مٹول کرتے ہوئے وقت گزارنے لگا۔

اسکندر لودھی کو جب اصل حالات کا علم ہوا اور اسے بتایا گیا کہ مبارک خان موجی جونپور کے خزانے سے کافی بڑی بڑی رقمیں لے کر بددیانتی اور خیانت کا مرتکب ہوا ہے تب اسکندر لودھی بڑا برہم اور غضب ناک ہوا۔ اس نے اپنے چند امراء کی ایک جماعت مقرر کی اور ان کے ذمے یہ کام لگایا کہ جونپور کے حاکم مبارک خان موجی سے سرکاری رقم کا پورا پورا حساب لیا جائے۔

مبارک خان موجی کے بہت سے افغان امراء اور سردار ہمنوا اور ساتھی تھے۔ اسکندر لودھی نے جب مبارک خان کے خلاف تحقیقات کرنے کا حکم دیا تو مبارک خان موجی کے جو طرف دار افغان سالار اور امراء تھے وہ یہ حکم سن

aiourdubooks.net

کر بڑے برہم اور رنجیدہ ہوئے۔ اس طرح ان افغان امراء نے اندر ہی اندر سلطان اسکندر لودھی کے خلاف ایک محاذ بنانا شروع کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے اسکندر لودھی اور افغان امراء کے درمیان کھلم کھلا نفرت و بیزاری کا طوفان کھڑا کر دیا۔ ہوا یوں کہ اسکندر لودھی ایک روز چوگان کھیلنے کے لئے نکلا۔ حسن اتفاق سے راستے میں ہیبت خان شیروانی کی چوگان سے دریا خان کا بیٹا سلیمان خان ٹکرا گیا اور زخمی ہوا۔ چوگان سے سلیمان کے سر پر کاری ضرب لگی۔ اس واقعے سے ہیبت خان شیروانی اور دریا خان کے بیٹے سلیمان خان کے درمیان ایک طرح سے تنازعہ اور جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا اور آپس میں رنجش پیدا ہو گئی۔ ہیبت خان شیروانی، سلطان اسکندر لودھی کے مخالف امراء میں سے ایک تھا۔ اس طرح اسکندر لودھی کے حامی اور مخالف امراء میں ایک طرح سے تنازعہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

چند دن بعد پھر چوگان کھیلنے کے دوران سلیمان خان کے حامی خضر خان نے اپنی چوگان ہیبت خان کے سر پر جان بوجھ کر دے ماری۔ اس کی اس حرکت سے امراء اور سرداروں کے درمیان ایک شور اُٹھ کھڑا ہوا۔

سلطان اسکندر لودھی کا سالار محمود خان لودھی اس وقت تو ہیبت خان کو سمجھا بجھا کر اور تسلی دے کر گھر لے گیا جس وقت خضر خان نے ہیبت خان کے سر پر چوگان ماری تھی اس وقت چوگان کے میدان میں سلطان اسکندر لودھی بھی موجود تھا لیکن میدان کے اندر اس نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کیا،

aiourdubooks.net

چپ چاپ اپنے محل کی طرف چلا گیا تھا۔

دو تین دن تک تو یہ معاملہ دبا رہا۔ اندر ہی اندر مخالفت اور سرکشی کی کھچڑی پکتی رہی۔ چار دن کے بعد سلطان اسکندر لودھی اپنے حامی امراء کے ساتھ پھر چوگان بازی کے لئے نکلا۔ چوگان کھیلنے کا جو میدان تھا اس کی طرف جو راستہ جاتا تھا اس راستے کے کنارے اس وقت ہیبت خان کا ایک رشتہ دار شمس خان کھڑا تھا۔ وہ انتہا درجہ کے غصے اور غضب کی حالت میں تھا۔

خضر خان نے کیونکہ ہیبت خان کے سر پر چوگان ماری تھی اور اس وقت خضر خان سلطان اسکندر لودھی کے ساتھ ہی چوگان بازی کے میدان کی طرف جا رہا تھا لہٰذا شمس خان نے خضر خان کو دیکھتے ہی فوراً اپنی چوگان خضر خان کے سر پر دے ماری۔

شمس خان کی اس حرکت پر سلطان اسکندر لودھی کو بے حد غصہ آیا۔ انتہا درجہ کا برہم ہوا۔ اس نے یہ سوچا کہ ان امراء کے نزدیک میرا کوئی احترام ہی نہیں ہے کہ میری ہی موجودگی میں میرے حامی خضر خان کے سر پر چوگان دے ماری۔ یہ سوچتے ہوئے سلطان اسکندر لودھی اپنے گھوڑے سے اترا اور شمس خان جس نے خضر خان کو چوگان ماری تھی اس پر جوتوں اور لاتوں کی اسکندر لودھی نے بارش کر دی تھی۔ شمس خان کو سلطان اسکندر لودھی نے مار مار کر ادھ موا کر دیا اور پھر اپنے ساتھی امراء کے ساتھ چوگان کھیلے بغیر محل کی طرف چلا گیا۔

لگاتار یہ واقعات ہونے کی وجہ سے سلطان اسکندر لودھی اپنے امراء کی

aiourdubooks.net

طرف سے کسی حد تک بددل ہو گیا۔ وہ یہ سوچنے لگا کہ آج کچھ امراء اس کے حامی امراء کے خلاف حرکت میں آئے ہیں، ان پر ہاتھ اٹھا رہے ہیں کل وہ خود اس کے خلاف بھی حرکت میں آ سکتے ہیں اور اسے تخت و تاج سے محروم کر سکتے ہیں لہٰذا اسکندر لودھی کو جن اراکین اور امراء پر اپنا اعتماد اور بھروسہ تھا اور جنہیں وہ اپنا بہی خواہ اور طرف دار سمجھتا تھا ان کو اپنی پاسبانی اور حفاظت پر مقرر کیا۔ چنانچہ وہ سالار اور امراء ہتھیار بند ہو کر رات بھر اسکندر لودھی کی پاسبانی کے لئے مستعد رہنے لگے۔

اس دوران ہیبت خان شیروانی اندر ہی اندر حرکت میں آیا۔ بہت سے افغان سالاروں کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اسکندر لودھی کو ہر صورت میں تخت و تاج سے محروم کر کے رہے گا۔ اس سلسلے میں پہلے اس نے اپنے حامی افغان امراء سے مشورہ کیا۔ اس کے بعد کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے ہیبت خان شیروانی نے تیز رفتار قاصد بہلول لودھی کے بیٹے اور اسکندر لودھی کے سوتیلے بھائی فتح خان کی طرف روانہ کیے اور اس کے پاس پیغام بھیجا۔ ”بہت سے امراء اور سالار اسکندر لودھی کی حکمرانی سے نالاں ہیں۔ اسے تخت و تاج سے فوراً اتار دینا چاہتے ہیں۔ تمہیں اپنا سردار اعلیٰ اور ہندوستان کا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں لہٰذا اگر تم چاہو تو اسکندر لودھی کو ہٹا کر خود ہندوستان کے تخت و تاج کے مالک بن جاؤ۔ اس سلسلے میں ہم تمہاری پوری مدد کریں گے۔“

فتح خان کی ماں بھی اس وقت اس کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھی اور یہ

aiourdubooks.net

دونوں ماں بیٹا ایک افغان سردار طاہر کابلی پر بڑا اعتماد اور بھروسہ کرتے تھے۔ یہ طاہر کابلی بھی فتح خان اور اس کی ماں کا بڑا وفادار اور جانثار تھا۔

ہیبت خان شیروانی کا قاصد جب فتح خان کے پاس پہنچا اور یہ ترغیب دی کہ اسکندر لودھی کو تخت و تاج سے محروم کر کے فتح خان کو بادشاہ بنانے کی راہ ہموار ہو چکی ہے۔ فتح خان کو یہ بھی ترغیب دی گئی کہ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو اور اسکندر لودھی کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اعلان کر دے اور یہ اعلان ہوتے ہی اسکندر الودھی کے بے شمار سالار امراء اور لشکری فتح خان کے حق میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس طرح فتح خان بغیر کسی مزاحمت کے ہندوستان کے تخت و تاج کا مالک بن جائے گا۔ یہ پیغام ملنے کے بعد فتح خان نے کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہ کیا۔ وہ بڑا سنجیدہ انسان تھا۔ دھوکہ دہی اور اس طرح کی سازشوں سے دور رہنے والا تھا۔

جب ہیبت خان شیروانی کی طرف سے یہ پیغام ملا تب اس نے اپنی ماں اور اپنے قابل اعتماد امیر طاہر کابلی کو ایک جگہ جمع کیا اور جو پیغام ہیبت خان کی طرف سے آیا تھا وہ انہیں سنایا۔

یہ پیغام سن کر طاہر کابلی اور فتح خان کی ماں بڑے حیران اور کسی قدر پریشان بھی ہوئے۔ اس معاملے پر پہلے فتح خان کی ماں اور طاہر کابلی نے آپس میں مشورہ کیا اور جب وہ کسی نتیجے پر پہنچے تب فتح خان کی ماں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

" بیٹے جن سرداروں نے تمہیں پیغام بھیجا ہے کہ تم اپنے بھائی اسکندر

aiourdubooks.net

لودھی کے خلاف بغاوت اور سرکشی کھڑی کر دو تمہارے ایسا کرنے سے بہت سے افغان امراء تمہارا ساتھ دیں گے اور اسکندر لودھی کی جگہ تجھے تخت و تاج کا وارث بنا دیں گے۔ بیٹے ایسے امراء شر پسند، بے وفا اور عاقبت نا اندیش ہوتے ہیں۔ بیٹے آج یہ امراء صرف اپنے مفاد کی خاطر اسکندر لودھی سے نالاں ہو کر تمہیں ہندوستان کے تخت و تاج کا مالک بنانے پر تلے ہوئے ہیں تو کل کو یہی امراء تم سے نالاں ہو کر اسکندر لودھی یا کسی اور کو ہندوستان کے تاج و تخت کا مالک بنانے کا تہیہ کر لیں گے۔ بہر حال بیٹے میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دیتی ہوں کہ ہیبت خان، شیروانی اور ان کے ساتھیوں کی سازش میں مت آنا۔'' فتح خان کی ماں نے فتح خان کو مزید سمجھایا۔ ''وہ امراء اور سالار جو آج تم سے خلوص کا اظہار کر رہے ہیں اور اسکندر لودھی کا تختہ الٹنے کے در پے ہیں وہ کل تمہارے ساتھ بھی غداری کر سکتے ہیں اور تمہاری جان کے در پے ہو سکتے ہیں۔'' ساتھ ہی فتح خان کی ماں نے اسے یہ بھی مشورہ دیا۔ ''تو چپکے سے کسی کو بتائے بغیر دہلی کا رُخ کر۔ وہاں اپنے بھائی اسکندر لودھی سے ملاقات کر اور غدار سالاروں نے جو تمہیں تخت و تاج پر قابض ہونے کی تجویز دی ہے اس کی تفصیل اسکندر لودھی سے کہہ دے۔''

اسکندر لودھی کو ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اس کے امراء اور کچھ سالار اس کے خلاف سازش کرنے میں مصروف ہیں اور یہ کہ اندرون خانہ اس کے خلاف کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ مطمئن تھا کہ اس کے مخلص اور بہی خواہ سالار اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ اس کی حفاظت کا بھی انہوں نے خوب انتظام

aiourdubooks.net

کیا ہوا تھا۔ اس دوران اپنی ماں کی ہدایت پر فتح خان دہلی پہنچا۔

اس کے دہلی پہنچنے پر اسکندر لودھی جہاں فکرمند اور پریشان ہوا وہاں سازشی عناصر بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ انہوں نے فتح خان لودھی کی طرف جو پیغام پہنچایا تھا شاید اسی پیغام کے سلسلے میں وہ دہلی آیا ہے تاکہ ان سے معاملہ طے کرے۔ اس کے بعد مل کر اسکندر لودھی کو تخت وتاج سے محروم کر دیا جائے۔

فتح خان ان باغی امراء کی امیدوں کے خلاف ان میں سے کسی سے بھی نہ ملا۔ دہلی میں داخل ہونے کے بعد وہ سیدھا اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہیبت خان، شیروانی اور اس کے ساتھیوں نے جو پیغام اس کی طرف بھجوایا تھا اس کی تفصیل اس نے اسکندر لودھی سے کہہ دی تھی۔

سلطان اسکندر لودھی اپنے بھائی فتح خان کی اس وفاداری اور جانثاری پر بے حد خوش ہوا۔ اسے خوب نوازا۔ ساتھ ہی اس نے ہیبت خان، شیروانی اور اس کے ساتھی ان امراء کو جو سازشوں میں مصروف تھے، گرفتار کر لیا اور ان سب کو دور افتادہ مقامات کی طرف جلاوطن کر دیا اور ان کی کڑی نگرانی کا بھی اہتمام کر دیا تھا۔

ان سرداروں سے نبٹنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی کو کسی حد تک سکون ہوا اور وہ دہلی سے نکل کر سنبل کی طرف گیا۔ وہاں اس نے کچھ عرصہ قیام کیے رکھا۔ دہلی میں اپنی جگہ ایک شخص اصغر کو انتظامی امور کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ کر گیا تھا۔

aiourdubooks.net

سنبل میں قیام کے دوران اپنے قابل اعتماد مخبروں اور بھروسے کے اطلاعیہ گروں کے ذریعے سلطان اسکندر لودھی کو یہ خبریں پہنچنا شروع ہوئیں کہ اصغر خان جسے وہ اپنی غیر موجودگی میں دہلی کا انتظام درست رکھنے کے لئے چھوڑ گیا تھا وہ شہر کے اندر بدکرداری اور بداعمالی پر اترا ہوا ہے۔

یہ خبر ملنے کے ساتھ ہی اسکندر لودھی حرکت میں نہیں آیا۔ اصغر خان کے خلاف کوئی فی الفور کارروائی نہیں کی۔ پہلے اس نے اس معاملے کی چھان بین کروائی تو پتا چلا کہ دہلی کا وہ حاکم واقعی بداعمالیوں میں ملوث تھا تب اس نے تیز رفتار قاصد ماچھی واڑہ کے حاکم خواص خان کی طرف بھجوائے اور اسے حکم دیا کہ وہ فی الفور دہلی روانہ ہو جائے اور دہلی کے ناظم اصغر خان کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کرے۔

اسکندر لودھی کا یہ حکم سن کر ماچھی واڑہ کا حاکم خواص خان دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ دوسری طرف دہلی کے ناظم اصغر خان کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ اس کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی اطلاع سلطان تک پہنچ چکی ہے اور یہ کہ ماچھی واڑہ کا حاکم خواص خان اسے گرفتار کرنے کے لئے بڑی تیزی سے دہلی کی طرف پیش قدمی کیے ہوئے ہے۔

یہ خبر سن کر اصغر خان بڑا پریشان ہوا لہذا خواص خان کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ دہلی سے نکلا اور دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے بڑی تیزی سے سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں پہنچ گیا لیکن وہاں بھی سلطان نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح ماچھی واڑہ کا حاکم خواص خان دہلی

aiourdubooks.net

پہنچا اور دہلی کا نظم ونسق اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

جن دنوں اسکندر لودھی نے سنبل شہر میں قیام کیا ہوا تھا ان دنوں وہاں وہ اکثر وبیشتر چوگان کھیلا کرتا تھا۔ جن دنوں اسکندر لودھی سنبل میں قیام کیے ہوئے تھا ہندوستان میں ایک عجیب وغریب اور انوکھا واقعہ پیش آیا۔

وہ اس طرح کہ لکھنوتی شہر کا ایک ہندو تھا۔ نام اس کا یودھن تھا۔ وہ ایک قصبے کاتین کا رہنے والا تھا۔ ایک بار کچھ ہندو اور مسلمان اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ کاتین کے رہنے والے اس ہندو یودھن نے سب کے سامنے بلند آواز میں کہہ دیا۔

''مسلمانوں کا مذہب سچا ہے اور ہندو مذہب بھی حق پر ہے۔''

یودھن نام کے اس ہندو کا یہ جملہ پورے لکھنوتی شہر میں مشہور ہو گیا۔

یہ بات جب لکھنوتی شہر کے علماء اور شیوخ تک پہنچی تو ان میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ کچھ کہنے لگے کہ اگر یودھن اسلام کو سچا خیال کرتا ہے تو پھر اسے اسلام قبول کرنا پڑے گا۔ باقی اس کے خلاف فیصلہ رائے دینے لگے۔ اس طرح لکھنوتی شہر کا یہ واقعہ فتنے کی صورت اختیار کرنے لگا تھا۔

اس فتنے کے دو بڑے محرک تھے۔ ایک لکھنوتی کا قاضی پیارے خان اور دوسرا لکھنوتی کا عالم شیخ بدر، ان دونوں نے اپنا اپنا محاذ کھڑا کر لیا تھا۔

لکھنوتی کا حاکم سلطان اسکندر لودھی کی طرف سے ان دنوں اعظم ہمایوں تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ یودھن نام کے اس ہندو کے بیان سے شہر کے اندر ایک نہ ختم ہونے والا مباحثہ، تکرار اور مخالفت چل نکلی ہے تب اس نے

aiourdubooks.net

اس معاملے کو حل کرنے کے لئے یودھن نام کے اس ہندو کو بلایا۔ ساتھ ہی قاضی پیارے خان اور شیخ بدر دونوں علماء کو بھی اپنے پاس بلایا اور تینوں کو اس نے کچھ محافظوں کے ساتھ سنبل شہر میں سلطان اسکندر لودھی کی طرف بھیج دیا تھا اور ساری صورت حال بھی قاصدوں کے ذریعے سلطان تک پہنچا دی تھی۔

سلطان اسکندر لودھی علمی مباحث سننے کا بڑا شوقین تھا۔ جب علماء کسی مسئلے پر آپس میں بحث وتکرار کرتے تو وہ بڑے غور سے سنا کرتا تھا۔ ویسے وہ خود بھی صاحب علم تھا اور مذہبی مباحث میں بڑی دلچسپی لیا کرتا تھا۔ جب یہ معاملہ سلطان اسکندر لودھی کے پاس سنبل پہنچا اور ساتھ ہی یودھن نام کا ہندو اور لکھنوتی کا عالم شیخ بدر اور قاضی پیارے خان بھی پہنچ گئے تب یہ معاملہ سن کر اسکندر لودھی بڑا خوش ہوا۔

اس معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے اس نے مختلف شہروں کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور جس جس شہر میں بڑے بڑے علماء اور شیوخ تھے انہیں اپنے پاس سنبل میں طلب کرلیا۔ جن لوگوں کو اس معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے سلطان اسکندر لودھی نے سنبل شہر کی طرف طلب کیا تھا ان میں میاں قادر بن خواجہ، شیخ میاں، عبداللہ بن اللہ داد، سید محمد بن سعید خان دہلوی، قطب الدین، ملا اللہ داد، صالح سرہندی، سید امان، سید باہان، بیدار حسن قنوجی۔ ان سارے علماء اور شیوخ کے علاوہ اسکندر لودھی کے اپنے دربار میں جو بڑے بڑے علماء اور صاحب بصیرت تھے انہیں بھی طلب کیا۔

aiourdubooks.net

ان میں صدر الدین قنوجی، میاں عبدالرحمان فتح پور سیکروی، میاں عزیز اللہ سنبلی وغیرہ سب کو اپنے دربار میں طلب کر لیا۔

جب یہ سارے علماء اور دانشور یودھن نام کے ہندو سمیت سلطان اسکندر لودھی کے پاس پہنچ گئے تب یودھن کا معاملہ اسکندر لودھی نے سارے علماء کے سامنے پیش کیا اور ان سے کہا کہ وہ اس معاملے کا مل جل کر فیصلہ کریں۔

سلطان کے ان الفاظ پر مجلس میں گرما گرمی شروع ہو گئی۔ ایک عجیب و غریب مباحثے کی بنیاد پڑ گئی۔ اس مباحثے میں حصہ لینے کے لئے سنبل شہر کے بہت سے امراء، مقربین اور مذہب کا علم رکھنے والے لوگ پہنچ گئے تھے۔ آخر کچھ دیر کی بحث و تکرار کے بعد وہاں جمع ہونے والے سارے لوگوں نے رائے دی کہ یودھن کو مسلمان ہونے پر مجبور کیا جائے کیونکہ وہ مسلمانوں کے مذہب کو سچا کہہ چکا ہے اور سچ پر اسے ایمان لانا چاہیے۔ ساتھ یہ بھی فیصلہ دیا گیا اگر یودھن مسلمان ہونے سے انکار کر دے تو پھر اسے قید میں ڈال دیا جائے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

چنانچہ ان سب لوگوں کے فیصلہ دینے کے بعد معاملہ یودھن کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس سے کہا گیا کیونکہ وہ اسلام کی سچائی اور حقانیت کا قائل ہو چکا ہے لہٰذا اسے اسلام قبول کرنا ہوگا نہیں تو اسے موت کے گھاٹ اترنا ہوگا۔ کہتے ہیں اس صورت حال پر یودھن نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے جواب میں یودھن کو قتل کر دیا گیا تھا۔

aiourdubooks.net

جن دنوں سنبل شہر میں سلطان اسکندر لودھی اپنے چھوٹے بھائی فتح خان کے کہنے پر مختلف باطنی اور سرکش امراء کے خلاف حرکت میں آیا ہوا تھا ساتھ ہی اس کے سامنے یودھن ہندو کا معاملہ بھی پیش تھا، ان دنوں لاہور سے کچھ امراء سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان امراء میں زیادہ تر سعید خان شیروانی اور اس کے کچھ ساتھی بھی تھے جن میں نمایاں طور پر تاتار خان اور محمد شاہ لودھی تھے۔

یہ تینوں امراء اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے وہ سب ایک طرح سے اسکندر لودھی کے مخالف اور بدخواہ تھے جونہی یہ سنبل میں اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوئے اسکندر لودھی نے دوسرے غداروں کی طرح انہیں بھی گجرات کے اطراف و جوانب میں جلاوطن کر دیا اور ان کی نگرانی پر کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا۔ اس دوران گوالیار کے راجہ مان سنگھ کی بدبختی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنے ہاں سلطان اسکندر لودھی کے کچھ باغیوں کو پناہ دینا شروع کر دی تھی۔

aiourdubooks.net

سلطان اسکندر کو جب خبر ہوئی کہ گوالیار کے راجہ مان سنگھ کے ہاں اس کے کچھ سرکشوں نے قیام کیا ہوا ہے تب مان سنگھ کی اس حرکت پر سلطان اسکندر لودھی بڑا برہم ہوا۔ دوسری طرف راجہ مان سنگھ کو بھی سلطان اسکندر لودھی کی برہمی کا علم ہو چکا تھا لہٰذا اس نے اپنا ایک ایلچی معاملہ صاف کرنے کے لئے اسکندر لودھی کی طرف بھجوایا۔ اس ایلچی کا نام نہال سنگھ تھا اور نہال سنگھ کے ہاتھ سلطان اسکندر لودھی کے لئے راجہ مان سنگھ نے بڑے قیمتی نذرانے اور تحائف بھی روانہ کیے۔

ایلچی جس کا نام نہال سنگھ تھا وہ بڑا بدزبان اور گفتگو کا تجربہ نہ رکھنے والا تھا۔ اسے جب اسکندر لودھی کے سامنے پیش کیا گیا تو نہال سنگھ سلطان کے سامنے گوالیار کے راجہ مان سنگھ کا معاملہ صحیح طرح سے پیش نہ کر سکا، نہ ہی وہ صحیح طرح سے الزامات کی صفائی میں کچھ کہہ سکا، نہ ہی اس نے سلطانی آداب کو مدنظر رکھا اس کے علاوہ اس موقع پر جو سوالات اسکندر لودھی نے اس سے کیے تھے ان کا جواب بھی نہال سنگھ تسلی آمیز نہ دے سکا تھا۔

یہ صورت حال یقیناً سلطان اسکندر لودھی کے لئے ناقابل برداشت تھی اور اب وہ گوالیار کے راجہ مان سنگھ کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی اپنی سلطنت کے کچھ علاقوں میں حالات خراب ہو گئے۔

aiourdubooks.net

ہوا یوں کہ بیانہ کا حاکم فوت ہو گیا۔ بیانہ بڑا اہم علاقہ تھا۔ ایک تو یہ بہت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا۔ دوسرا سرحد پر تھا اور وہاں ہر وقت ہمسایوں کے حملہ آور ہونے کا خدشہ رہتا تھا لہٰذا وہاں کے حاکم کے فوت ہونے پر عارضی طور پر سلطان نے اس علاقے کا نظم و نسق چلانے کے لئے دو اشخاص احمد اور سلیمان کو مقرر کیا۔

لیکن احمد اور سلیمان وہاں کا نظم و نسق اسکندر لودھی کی خواہش کے مطابق نہ چلا سکے۔ چونکہ بیانہ کا قلعہ بہت مضبوط اور اس کی سرحد بھی بہت تشویش ناک تھی اس لئے یہ جنگ، فساد اور بغاوت کا سرچشمہ خیال کیا جاتا تھا۔ آخر صورت حال کو دیکھتے ہوئے اور اپنے امراء سے مشورہ کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے اپنے دونوں امراء یعنی احمد اور سلیمان کو واپس بلا لیا اور ان کی جگہ اپنے نامور سالار خواص خان کو بیانہ کا حاکم مقرر کیا۔ ان دنوں بیانہ شہر کے گرد و نواح کا انتظام چلانے کے لئے ایک شخص صفدر خان مقرر تھا۔ صفدر خان اور خواص خان کی آپس میں لگتی تھی لہٰذا اسکندر لودھی نے صفدر خان کو آگرہ کا انتظام سنبھالنے کے لئے بھیج دیا جبکہ خواص خان کے ذمے یہ کام لگا دیا گیا کہ وہ بیانہ کے علاوہ اس کے گرد و نواح پر بھی خود ہی نظر رکھے اور سارے علاقوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لے۔

احمد اور سلیمان کو جو اس نے بیانہ سے واپس بلایا تو انہیں دوسرے علاقوں کا نظم و نسق سنبھالنے پر مقرر کر دیا۔

جن دنوں اسکندر لودھی اپنے شہروں کے حاکموں میں یہ تبدیلیاں کر رہا

aiourdubooks.net

تھا ان دنوں اسے ایک اور بری خبر ملی اور وہ یہ کہ دھول پور کا راجہ جس کا نام بنا یک دیو تھا وہ بھی اسکندر لودھی کے خلاف کارروائیوں میں ملوث پایا جانے لگا۔ اب دو راجہ سلطان اسکندر لودھی کی نظروں میں کھٹکنے لگے تھے۔ ایک گوالیار کا راجہ مان سنگھ اور دوسرا دھول پور کا راجہ بنا یک دیو۔ اپنی سلطنت کے انتظامی امور میں الجھنے کی وجہ سے گوالیار کا راجہ مان سنگھ تو کچھ عرصہ کے لئے سلطان کے حملوں سے بچتا رہا لیکن دھول پور کا راجہ بنا یک دیو کے خلاف سلطان اسکندر لودھی نے بڑی برہمی کا اظہار کیا اس لئے کہ ماضی میں اس راجہ کا سلوک اسکندر لودھی کے ساتھ بڑا اچھا تھا اور اسکندر لودھی بھی اس کے ساتھ بڑا عمدہ، بڑا نرم اور بڑا شفقت آمیز رویہ رکھتا رہا تھا لہٰذا بنا یک دیو کے اس نئے رویے سے اسکندر لودھی کو بڑا دکھ ہوا اور اس نے اسے سبق سکھانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

سب سے پہلے اسکندر لودھی نے میواث کے حاکم عالم خان اور رابری کے حاکم دونوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا اپنا لشکر لے کر دھول پور کی طرف جائیں۔ متحدہ لشکر کے ساتھ دھول پور پر حملہ آور ہوں اور کوشش کریں کہ راجہ کو گرفتار کر کے میرے پاس پیش کریں۔

سلطان اسکندر لودھی کا یہ حکم پا کر میوات کا حاکم عالم خان اور رابری کا حاکم دونوں اپنے اپنے لشکر کو لے کر دھول پور کی طرف روانہ ہوئے۔ دھول کے راجہ بنا یک دیو نے ان دونوں امراء کو کوئی اہمیت نہ دی اس لئے کہ ان کے پاس چھوٹا سا لشکر تھا جبکہ دھول پور کے اندر راجہ بنا یک دیو کے پاس

aiourdubooks.net

ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ اس بناء پر بنا یک دیو نے اسکندر لودھی کے ان دونوں سالاروں سے ٹکرانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

دھول پور کے نواح میں بنا یک دیو عالم خان اور رابری کے حاکم سے ٹکرایا۔ اس کی خوش قسمتی کہ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں عالم خان اور رابری کے حاکم کو پسپائی اختیار کرنا پڑی اور اس پسپائی کے دوران ان کے لشکر کو کافی نقصان پہنچا۔ بہت سے لشکری موت کے گھاٹ اتر گئے اور بنا یک دیو اپنی اس فتح اور کامیابی پر بڑا خوش ہوا اور دھول پور کے قلعے میں محصور ہو کر اس نے قلعے کی فصیل اور اس کے برجوں کو مضبوط اور مستحکم بنانا شروع کر دیا تھا۔

اب بنا یک دیو کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس نے عالم خان اور رابری کے حاکم کے چھوٹے سے لشکر کو شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور تو کر دیا ہے لیکن جب یہ خبر سلطان اسکندر لودھی کے پاس پہنچے گی کہ اس کے دو سالاروں کو شکست ہوئی اور یہ کہ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں سلطان اسکندر لودھی کے بہت سے لشکری بھی مارے گئے ہیں تب اسکندر لودھی بڑا غضب ناک ہوگا اور خود دھول پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کرے گا۔ بس انہی اندیشوں کے تحت بنا یک دیو نے بڑی تیزی سے دھول پور کے قلعے کے برجوں اور فصیل کو پہلے کی نسبت مضبوط بنانا شروع کر دیا تھا۔ فصیل کے اوپر اور برجوں کے اندر اس نے تیروں اور دوسرے سامان حرب کا ڈھیر لگانا شروع کر دیا تھا۔ اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر سلطان اسکندر لودھی دھول پور پر حملہ آور ہوا تو بنا یک دیو قلعے میں محصور رہ کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرے گا

aiourdubooks.net

اور کسی بھی صورت ڈھول پوران کے حوالے نہیں کرے گا۔

سلطان اسکندر لودھی کو جب ڈھول پور کے راجہ بنا یک دیو کے ہاتھوں اپنے لشکر کی شکست اور پسپائی کا علم ہوا تب وہ بڑا برہم ہوا۔ غضب ناکی کی حالت میں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ جمعہ کے دن چنبل سے کوچ کیا اور ڈھول پور کی طرف روانہ ہوا۔

کہتے ہیں ڈھول پوران دنوں بڑا آباد اور زرخیز علاقہ تھا۔ ڈھول پور کے گردونواح میں دور دور تک باغات اور عام درختوں کے ذخیروں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جب بھی کوئی حملہ آور ڈھول پور کا محاصرہ کرتا تو ان جنگلوں اور باغات میں سے ڈھول پور میں محصور ہونے والے لشکر کو ضرورت کا سامان پہنچتا رہتا تھا۔ اس بناء پر ڈھول پور کسی دور میں ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا۔

اب جو اسکندر لودھی کے لشکر کو ڈھول پور کے راجہ بنا یک دیو کے سامنے سے پسپائی اختیار کرنا پڑی تب اسکندر لودھی نے خود ڈھول پر حملہ آور ہو کر دشمن سے انتقام لینے کی ٹھان لی لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ وہ ڈھول اڑاتا ہوا بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ ڈھول پور کی طرف بڑھا تھا۔

ڈھول پور کے راجہ بنا یک دیو کو جب خبر ہوئی کہ سلطان اسکندر لودھی بہ نفس نفیس اپنے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے آندھی اور طوفان کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے تو وہ بڑا خوفزدہ ہوا۔ اسے یقین تھا کہ اسکندر لودھی آتے ہی ڈھول پور پر حملہ آور ہو جائے گا اور شہر اور قلعے کو فتح کیے بغیر نہیں رہے گا۔

aiourdubooks.net

ان خیالات کے تحت راجہ بنا یک دیو نے اپنے کچھ قابل اعتماد سالاروں اور بھروسے کے امراء کو دھول پور شہر میں چھوڑا اور خود گوالیار کی طرف بھاگ گیا۔ بنا یک دیو کا ارادہ تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے سالار اور امراء دھول پور کے قلعے میں محصور رہ کر اسکندر لودھی کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔ اگر تو محاصرے نے طول پکڑا تو اسکندر لودھی محاصرے کی طوالت سے تنگ آ کر واپس چلا جائے گا اس کے واپس جانے کے بعد بنا یک دیو دوبارہ دھول پور میں جا کر شہر اور قلعے کا نظم و نسق سنبھال لے گا۔

اس کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں سلطان اسکندر لودھی نے دھول پور کو فتح کر لیا تو اس طرح اس کی اور اس کے اہل خانہ کی جان تو بچ جائے گی اس لئے کہ وہ تو اپنے اہل خانہ اور عزیزوں کے ساتھ گوالیار میں پناہ لے چکا تھا۔ بہر حال قلعہ اپنے سالاروں اور امراء کے حوالے کرنے کے بعد بنا یک دیو گوالیار چلا گیا۔ دوسری طرف گوالیار کے راجہ مان سنگھ نے یہ حماقت کی کہ اس نے بنا یک دیو کو اپنے ہاں پناہ دے دی اور اس کی یہ حرکت سلطان اسکندر لودھی کے لئے مزید برہمی کا باعث بنی تھی۔

بہر حال سلطان اسکندر لودھی دھول پور کے نواح میں پہنچا۔ اسے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ دھول پور کے چاروں طرف لگ بھگ سات کوس کے علاقے میں گھنے جنگل اور باغات ہیں اور انہی میں سے دھول پور میں محصور ہونے والے لشکر کو رسد اور کمک ملتی رہتی ہے۔ یہ خبر ملتے ہی اسکندر لودھی نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ وہ دھول پور کے گرد و نواح میں حملہ آور

ہوا۔ ڈھول پور کے اردگرد جو بڑے بڑے قصبے اور بستیاں تھیں پہلے ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے لشکر کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کیا۔ اس کے بعد ڈھول پور کے گرد سات کوس تک جو باغات اور جنگلات پھیلے ہوئے تھے انہیں کاٹ کر تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا۔ اس طرح ڈھول پور کے اردگرد جو وسیع ذخیرے تھے انہیں ختم کرنے کے بعد اسکندر لودھی نے ڈھول پور کا رُخ کیا اور ڈھول پور کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔

ڈھول پور میں بنایک دیو کے امراء اور سالاروں کو جب خبر ہوئی کہ ڈھول پور کے گردونواح میں سات کوس کے اندر جس قدر باغات اور دوسرے درخت اور فصلیں تھیں وہ تو ساری اسکندر لودھی نے تباہ وبرباد کر دی ہیں۔ انہیں یہ بھی خبر مل گئی تھی کہ ڈھول پور کے گردونواح میں جس قدر بڑے بڑے قصبے اور بستیاں ہیں ان پر بھی حملہ آور ہو کر اسکندر لودھی نے اپنے لشکر کے لئے خوراک اور ضرورت کا دیگر سامان بھی کافی مقدار میں جمع کر لیا ہے لہٰذا اگر ڈھول پور کے محاصرے نے طول بھی پکڑا تب بھی اسکندر لودھی ڈھول پور کو فتح کیے بغیر پیچھے نہیں ہٹے گا۔

سلطان اسکندر لودھی نے ڈھول پور کا اس قدر سختی کے ساتھ محاصرہ کیا اور آتے ہی اس شدت کے ساتھ اس نے شہر کی فصیل پر حملہ آور ہونا شروع کیا کہ شہر کے اندر راجہ بنایک دیو کے جو سالار اور امراء تھے وہ بڑے بدحواس ہوئے۔ انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سلطان اسکندر لودھی کا مقابلہ نہیں کر پائیں گے اس لئے کہ انہیں ڈھول پور کے اردگرد کی صورت حال کی

aiourdubooks.net

خبر بھی ہو چکی تھی۔ وہ جان چکے تھے کہ انہیں کہیں سے نہ مدد ملے گی نہ کمک میسر ہو گی اور اگر دھول پور میں اجناس اور کھانے پینے کی اشیاء کا قحط پڑ گیا تو پھر خود دھول پور کے لوگ ہی اپنے لشکر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس طرح بنا یک دیو کے سالاروں اور امراء کے لئے دو طرفہ مصیبتیں اُٹھ کھڑی ہوں گی۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ان سارے سالاروں اور امراء نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ ان میں سے کچھ سرکردہ سالار اور امراء دھول پور شہر سے باہر نکل کر سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب تک جو ہوا تھا اس کی معافی طلب کی اور سلطان اسکندر لودھی کا مطیع اور فرمانبردار رہتے ہوئے انہوں نے دھول پور کا قلعہ اور شہر اسکندر لودھی کے حوالے کر دیا تھا۔ اس طرح دھول پور فتح ہوا اور اسکندر لودھی ایک فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوا تھا۔

aiourdubooks.net

سلطان اسکندر لودھی نے دھول پور کو فتح کرنے کے بعد چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ وہاں قیام کیا۔ پہلے اس نے شہر اور دھول پور کے قلعے کا انتظام اپنے طریقے کے مطابق درست کیا۔ ایسا کرنے کے بعد اس نے اپنے ایک سالار آدم خان لودھی کو چند دوسرے امراء اور سالاروں کے ساتھ دھول پور میں چھوڑا تا کہ وہ دھول پور کا نظم و نسق چلاتے رہیں جبکہ خود اسکندر لودھی دھول پور سے نکلا اور چنبل نام کی ندی کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

دھول پور کی فتح کے بعد گوالیار کے راجہ مان سنگھ کو بڑی فکر لاحق ہوئی۔ اس نے کیونکہ دھول پور کے راجہ بنا یک دیو کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی تھی اور یہ ایسا جرم تھا جو کم از کم اسکندر لودھی کے لئے نا قابل برداشت تھا۔ اس بناء پر مان سنگھ کو یقین تھا کہ اب سلطان اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ ضرور گوالیار کا رُخ کرے گا اور راجہ مان سنگھ کے علاوہ دھول پور کے راجہ بنا یک دیو سے بھی انتقام لے گا۔

یہ صورت حال مان سنگھ اور بنا یک دیو دونوں کے لئے اندیشہ ناک تھی لہٰذا دونوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ اس صورت حال سے کیسے نبٹنا

aiourdubooks.net

چاہیے۔ اس موقع پر ان دونوں کے مخبروں اور طلایہ گروں نے بھی انہیں اطلاع دے دی تھی کہ دھول پور کو فتح کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی چنبل نام کی ندی کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکا ہے اور اب وہ گوالیار پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ ان خبروں نے راجہ مان سنگھ اور راجہ بنا یک دیو کو خوفزدہ کر کے رکھ دیا تھا لہٰذا دونوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اسکندر لودھی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔

چنبل ندی کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی شاید گوالیار پر حملہ آور ہونے کے لئے زیادہ وقت نہ لیتا اور چند دن کی تیاری کے بعد وہ ضرور گوالیار پر حملہ آور ہو جاتا لیکن ایک تو ان دنوں موسم خراب تھا دوسرے وہاں کا پانی بھی اسکندر لودھی کے لشکریوں کو راس نہ آیا۔ پانی کی خرابی کی وجہ سے لشکر میں بیماری پھیل گئی۔ ہیضہ اور طاعون کی وبا اٹھ کھڑی ہوئی جس نے کئی لشکریوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس طرح سلطان اسکندر لودھی کو چنبل ندی کے کنارے کئی ہفتوں تک قیام کرنا پڑا۔

اس دوران گوالیار کی طرف سے ایک وفد سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد کا سربراہ گوالیار کے راجہ مان سنگھ کا بڑا بیٹا بکرما جیت تھا۔ بکرما جیت نے نہ صرف اپنے باپ کی طرف سے سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں نذرانے اور قیمتی تحائف پیش کیے بلکہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے سلطان پر یہ بھی انکشاف کیا کہ گوالیار میں

aiourdubooks.net

یقیناً کچھ ایسے لوگوں نے قیام کیا ہوا تھا جو سلطان اسکندر لودھی کے مخالف تھے۔ اس میں سعید خان، بابو خان اور کچھ دوسرے سالار نمایاں تھے۔ بکرما جیت نے سلطان اسکندر لودھی پر یہ بھی انکشاف کیا کہ ان سارے سالاروں کو جنہوں نے ماضی میں سلطان اسکندر لودھی کے خلاف سرکشی کی تھی گوالیار سے نکال دیا گیا ہے اور اس وقت گوالیار میں کوئی بھی اسکندر لودھی کا مخالف سردار پناہ نہیں لیے ہوئے ہے۔

اسکندر لودھی گوالیار پر حملہ آور ہونے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا لیکن کیونکہ ان دنوں اس کے لشکر میں ہیضہ اور طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی لہٰذا بکرما جیت نے اپنے باپ کی طرف سے جو نذرانے اور تحائف پیش کیے وہ سلطان نے قبول کر لیے۔ راجہ مان سنگھ کے بیٹے بکرما جیت کو بھی اس نے خوب نوازا۔ اس کے بعد سلطان اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ آگرہ کی طرف چلا گیا تھا۔

ان دنوں آگرہ کوئی اہم شہر شمار نہ کیا جاتا تھا اور انتظامی امور کے سلسلے میں وہ بیانہ شہر کے تحت آتا تھا۔ آگرہ پہنچ کر سلطان اسکندر لودھی نے کچھ انتظامات کیے۔ اس سے پہلے نہ کبھی مسلمانوں میں نہ ہی ہندوؤں میں سے کسی حکمران نے آگرہ کو اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ یہاں قیام کے دوران اسکندر لودھی نے فیصلہ کیا کہ دہلی کے بجائے آگرہ کو پایہ تخت اور مرکزی شہر بنانا چاہیے۔ چنانچہ اس فیصلے کے تحت دہلی کو پایہ تخت کی حیثیت سے چھوڑ دیا گیا اور آگرہ کو مرکزی شہر قرار دے کر اسے اسکندر لودھی نے اپنی سلطنت کا

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین و حضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم و ادب کی ترقی و ترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم و ادب کی یہ خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ: www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

دارالحکومت بنادیا تھا۔

ان انتظامات کے بعد بارشوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ اسکندر لودھی نے برسات کا یہ سارا موسم آگرہ ہی میں اپنے لشکر کے ساتھ گزارا۔

گو، گوالیار کے راجہ مان سنگھ نے اپنے بیٹے بکرماجیت کو بھیج کر سلطان اسکندر لودھی کے باغیوں کو اپنے ہاں پناہ دینے پر معذرت کر لی تھی لیکن ابھی تک اسکندر لودھی کا دل صاف نہیں ہوا تھا اس لئے کہ گوالیار کا راجہ مان سنگھ کچھ ایسی ہی حرکات اسکندر لودھی کے خلاف کرتا رہا تھا جو اسکندر لودھی کے لئے یقیناً تکلیف دہ تھیں۔ اس بناء پر اس نے ارادہ کر رکھا تھا کہ ایک بار گوالیار پر حملہ آور ضرور ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی اسکندر لودھی کے دل میں یہ بھی بات بیٹھی ہوئی تھی کہ دھول پور کے راجہ بنایک دیو نے اس کے چھوٹے سے لشکر کو شکست دی تھی اور جب وہ خود لشکر لے کر دھول پور کی طرف گیا تو بنایک دیو وہاں سے بھاگ کر گوالیار چلا گیا اور گوالیار کے راجہ مان سنگھ نے اسے بھی اپنے ہاں پناہ دے دی۔ ان ساری وجوہات کی بناء پر اسکندر لودھی کے دل میں راجہ مان سنگھ کے خلاف کدورت موجود تھی۔

برسات کا موسم جب ختم ہوا تب سلطان اسکندر لودھی اپنے نئے دارالحکومت آگرہ سے اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ بظاہر اس نے ایک راجہ کے قلعے مندرائل کا رُخ کیا۔ مندرائل نام کا یہ قلعہ گوالیار کی حکومت کے جنوب مغرب کی طرف واقع تھا۔ سلطان اسکندر لودھی اب کسی طریقے اور کسی حیلے

aiourdubooks.net

بہانے کے تحت گوالیار کے راجہ مان سنگھ کو اپنا ہدف بنانا چاہتا تھا لہٰذا وہ آگرہ سے نکل کر مندرائل کی طرف بڑھا جس طرح کوئی شکاری شکار کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔

سلطان اسکندر لودھی نے پہلے تو مندرائل کے اردگرد کے علاقے میں جس قدر چھوٹے بڑے قصبے تھے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں فتح کر کے وہاں سے اپنے لشکر کے لئے اناج اور دوسرا ضروریات کا سامان وافر مقدار میں حاصل کر لیا۔ اب اس کے پاس اس قدر سامان تھا کہ اگر کسی شہر یا کسی قلعے کا اسے مہینوں بھی محاصرہ کرنا پڑے تو لشکر کے اندر کسی چیز کی کمی یا اناج کے قحط کے آثار نمودار نہ ہوں۔

مندرائل کے گردونواح کے سارے علاقے پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے بعد اسکندر لودھی نے اپنے لشکر کے ساتھ مندرائل کے قلعے کا رُخ کیا۔ قلعے کے پاس پہنچتے ہی اس نے چاروں طرف سے ایسا سخت، ایسا شدید محاصرہ کیا کہ قلعے کے اندر راجپوتوں کا جو لشکر تھا وہ بلبلا اٹھا تھا۔

شروع میں مندرائل کے راجپوتوں نے مقابلہ بھی کیا۔ ایسا شاید انہوں نے اس امید پر کیا تھا کہ گوالیار یا دھول پور کی طرف سے انہیں کوئی مدد مل جائے لیکن یہ ان کی خام خیالی تھی۔ دھول پور کا راجہ تو خود گوالیار کے راجہ کے ہاں پناہ لیے ہوئے تھا اور دھول پور میں اس وقت اسکندر لودھی کا ایک چھوٹا سا لشکر چند امراء کی کمانداری میں موجود تھا لیکن مندرائل والوں کی بدقسمتی کہ راجہ مان سنگھ کی طرف سے انہیں کوئی مدد نہ ملی ساتھ ہی سلطان اسکندر لودھی

aiourdubooks.net

کے لشکری قلعے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اس طرح مندرائل پر قبضہ کرنے میں اسکندر لودھی کو کسی بڑی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

مندرائل کو فتح کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی جب مندرائل میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ مندرائل میں بڑے بڑے بت خانے تھے جن کے اندر ان گنت بت رکھے ہوئے تھے۔ سلطان اسکندر لودھی نے پہلے مندرائل کے قلعے اور شہر کا جائزہ لیا۔ سارے بت خانوں کو بھی دیکھا اس کے بعد ان بت خانوں کے اندر جس قدر بت تھے ان سب کو توڑ کر برباد کردیا۔ شہر کے اندر اس نے کچھ مسجدیں بھی تعمیر کروائیں اور اپنی طرف سے ایک معتمد اور ناظم مندرائل میں مقرر کیا تا کہ وہ وہاں کا انتظام درست کرے اور خود اپنے لشکر کے ساتھ دھول پور کی طرف چلا گیا۔

دھول پور پہنچ کر اس نے وہاں کے کچھ انتظامی امور میں تبدیلی کی۔ شیخ فخر الدین کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ وہاں قیام کے دوران سلطان اسکندر لودھی کا ارادہ تھا کہ گوالیار پر حملہ آور ہو گا لیکن ایک ایسی صورت حال نمودار ہوئی جس کی بناء پر گوالیار کی بجائے اسے آگرہ کا رخ کرنا پڑا۔

ہوا یوں کہ ہجری نو سو گیارہ اتوار کے دن آگرہ میں ہندوستان کا سب سے بڑا زلزلہ آیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس سے قبل کبھی ایسا زلزلہ وہاں نہ آیا تھا۔ ہندوستان کے پہاڑ گر گئے۔ عمارتیں زمین بوس ہو گئیں۔ لوگوں پر گویا قیامت گزر گئی تھی۔ جن لوگوں نے اس زلزلے کو محسوس کیا انہوں نے یہی جانا کہ حشر کا روز آ گیا ہے کیونکہ آگرہ میں کافی عمارتوں کو نقصان ہوا تھا اور

aiourdubooks.net

آ گرہ سلطان اسکندر لودھی کا مرکزی شہر تھا لہٰذا سلطان اسکندر لودھی دھول پور سے نکل کر گوالیار پر حملہ آور ہونے کی بجائے زلزلے کی وجہ سے مجبوراً آ گرہ کی طرف چلا گیا تھا۔

آ گرہ میں قیام کے دوران اسکندر لودھی کو خبر ہوئی کہ چنبل ندی کے اطراف میں جو کوہستانی سلسلے اور جنگل ہیں ان کے اندر مختلف راجاؤں کے باغی سالاروں اور لشکریوں نے پناہ لے رکھی ہے اور موقع بہ موقع وہ اپنی گھات سے نکل کر مختلف علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ لوٹ مار کا بازار گرم کرتے ہیں۔ قتل و غارت گری کر کے اپنی ضرورت کا سامان سمیٹ کر واپس اپنی کمین گاہوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔

اسکندر لودھی کو جب یہ خبریں ملیں تب اسے بڑا دکھ ہوا کہ جنگجو راجپوت اپنی کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر قتل و غارت گری کرتے ہیں، لوٹ مار مچاتے ہیں لہٰذا راجپوتوں کی سرکوبی کے لئے اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ آ گرہ سے نکلا۔

جہاں اس سے پہلے اس نے چنبل ندی کے کنارے پڑاؤ کیا تھا وہیں اس نے پڑاؤ کیا۔ لشکر کا ایک حصہ اس نے ندی کے کنارے پڑاؤ میں چھوڑا۔ اپنے دو بیٹوں میں سے ابراہیم لودھی اور جلال خان لودھی کو چند قابل اعتماد سالاروں اور امراء کے ساتھ پڑاؤ ہی میں چھوڑا اور خود لشکر کا حصہ لے کر کوہستانی سلسلوں اور جنگلوں کے اندر کمین گاہیں بنانے والے راجپوتوں کی طرف بڑھا۔ راجپوت اپنی کمین گاہوں سے نکل کر اکثر و بیشتر ان علاقوں

aiourdubooks.net

اسکندر لودھی کے حکم پر تینوں سالار اعظم ہمایوں، احمد خان اور مجاہد خان لشکر کا ایک حصہ لے کر نکلے۔ گوالیار کے نواح میں حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے اپنے لئے غلہ حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ جس وقت اسکندر لودھی کے یہ تینوں سالار گوالیار کے گردو نواح میں اپنے لئے غلہ حاصل کرنے میں مصروف تھے تو ان کی ان کارروائیوں کی خبر گوالیار کے راجہ مان سنگھ کو بھی ہو چکی تھی لہٰذا راجہ مان سنگھ نے ایک لشکر اسکندر لودھی کے ان تینوں سالاروں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔

گوالیار کے نواح میں اسکندر لودھی کے ان تینوں سالاروں اور راجہ مان سنگھ کے لشکر کے درمیان ٹکراؤ انتہائی خوف ناک تھا۔ دونوں طرف کے لشکری ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو زیر کرنے کے در پے تھا۔ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں اسکندر لودھی کے ان تینوں سالاروں نے راجہ مان سنگھ کے لشکر کو بدترین شکست دی اور اسے گوالیار بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اعظم ہمایوں، احمد خان اور مجاہد خان نے گوالیار کے نواح سے اپنے لشکر کے لئے کافی مقدار میں غلہ اور ضروریات کی دوسری اشیاء حاصل کر لیں تھیں۔

یہ ساری اشیاء لے کر تینوں سالار واپس سلطان اسکندر لودھی کے پاس آ گئے۔ اسکندر لودھی کو جب خبر ہوئی کہ اس کے تینوں سالاروں نے گوالیار کے راجہ مان سنگھ کے لشکر کو شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا تو وہ بڑا خوش ہوا۔ اب اسکندر لودھی کے پاس اپنے لشکر کے لئے خوراک اور

aiourdubooks.net

ضروریات کا دوسرا سامان وافر مقدار میں موجود تھا۔

وہاں قیام کے دوران اسکندر لودھی کے مخبروں اور طلایہ گردوں نے اسے یہ بھی خبر دی کہ جس وقت اسکندر لودھی کے تینوں سالار اعظم ہمایوں، احمد خان اور مجاہد خان گوالیار کے نواح میں اپنے لشکر کے لئے اناج اور ضروریات کا دوسرا سامان جمع کرنے میں مصروف تھے تو راجپوتوں کا جو لشکر ان پر حملہ آور ہوا تھا اس کا تعلق صرف گوالیار سے نہیں تھا بلکہ لشکر کا ایک حصہ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے اونت گڑھ سے بھی آیا تھا۔

یہ اونت گڑھ گوالیار کے راجہ کے تحت تھا۔ انتہائی مضبوط اور مستحکم قلعہ شمار کیا جاتا تھا۔ یہ خبریں ملنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے پختہ ارادہ کرلیا کہ گوالیار کے راجہ مان سنگھ پر ضرب لگانے سے پہلے وہ اونت گڑھ پر حملہ آور ہوگا اور وہاں راجپوتوں کا جو لشکر ہے اسے تہس نہس کرکے گوالیار کے راجہ کی طاقت اور قوت کی کمر توڑ کر رکھ دے گا۔

aiourdubooks.net

جن دنوں سلطان اسکندر لودھی گوالیار کے راجہ مان سنگھ کے قلعے اونت گڑھ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیئے ہوئے تھا اتفاق سے انہی دنوں بارشیں وقت سے پہلے شروع ہو گئیں۔ تیز موسلا دھار بارشوں نے چاروں طرف جل تھل کر کے رکھ دیا تھا۔ ندی نالے ابل پڑے تھے اور کناروں سے باہر نکل کر سیلابی صورت اختیار کر چکے تھے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے سلطان اسکندر لودھی نے چنبل ندی کے کنارے اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اس لئے کہ موسلا دھار بارشوں کی وجہ سے چنبل ندی بھی سیلابی صورت اختیار کر گئی تھی اور اس کا پانی سلطان اسکندر لودھی کے پڑاؤ میں داخل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سلطان اسکندر لودھی نے اپنے لشکر کے ساتھ ندی کے کنارے سے کوچ کیا اور دھول پور کی طرف روانہ ہوا۔ برسات کا موسم اس نے پورا کا پورا اپنے لشکر کے ساتھ دھول پور میں گزارا۔ جب برسات کا موسم ختم ہوا تب اسکندر لودھی نے اپنے سالاروں میں سے عماد خان اور مجاہد خان کو لشکر کا ایک حصہ دیا۔ کچھ ہاتھی بھی ان کے حوالے کیے اور انہیں حکم دیا کہ وہ دھول پور سے نکل کر گوالیار کے راجہ مان سنگھ کے قلعے اونت گڑھ پر حملہ آور ہوں۔

اسکندر لودھی کے دونوں سالار عماد خان اور مجاہد خان اس کے مہیا کردہ لشکر کے ساتھ اونت گڑھ کی طرف بڑھے۔ اونت گڑھ کا قلعہ بڑا مضبوط اور مستحکم تھا۔

شہر کی فصیل کافی چوڑی، بڑی مضبوط اور مستحکم پتھروں سے بنی ہوئی تھی اور پھر اس کا احاطہ کافی بڑا تھا جو لشکر عماد خان اور مجاہد خان کو مہیا کیا گیا تھا وہ چھوٹا تھا اور یہ لشکر پوری طرح اونت گڑھ کے قلعے کا محاصرہ نہ کر سکا۔ اس کے علاوہ عماد خان اور مجاہد خان کے لشکر میں نقب لگا کر دیواریں گرانے والے کاریگر بھی موجود نہ تھے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس رسوں کی سیڑھیاں تک نہ تھیں جن سے کام لیتے ہوئے وہ اونت گڑھ کی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرتے۔ نہ ان کے پاس دوسرا سامان تھا جسے استعمال کرتے ہوئے وہ قلعے کی فصیل کے اندر شگاف پیدا کر سکتے۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے چند دن تک تو عماد خان اور مجاہد خان نے بڑی شدت کے ساتھ اونت گڑھ کا محاصرہ کیے رکھا لیکن کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہوئی اس لئے کہ جتنے دن انہوں نے محاصرہ کیے رکھا، اونت گڑھ کے قلعے کے اندر جو راجپوتوں کا لشکر تھا اس کے ساتھ ان کا ٹکراؤ تو ہوتا رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ کبھی دن کے وقت، کبھی رات کے وقت اونت گڑھ کے راجپوت قلعے سے نکل کر عماد خان اور مجاہد خان پر حملہ آور ہوتے لیکن مجاہد خان اور عماد خان دونوں نے چونکہ اپنے لشکر کو بالکل مستعد رکھا ہوا تھا لہٰذا راجپوتوں کو دن کے معرکے میں کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہی رات کے وقت شب خون مار کر وہ عماد خان اور مجاہد خان کو کوئی نقصان پہنچا کر کامیابی حاصل کر سکے۔ اس طرح ان معرکوں کے دوران جہاں راجپوتوں کا کافی نقصان ہوا وہاں اسکندر لودھی کے لشکری بھی ضائع ہوئے۔

اس صورت حال کی اطلاع اسکندر لودھی کے طلایہ گر اور مخبر برابر اس تک

aiourdubooks.net

پہنچا رہے تھے۔ اسکندر لودھی کو جب خبر ہوئی کہ اونت گڑھ کا قلعہ نہ صرف مضبوط اور مستحکم ہے بلکہ وہ وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے اور جو لشکر اس نے عماد خان اور مجاہد خان کو مہیا کیا ہے وہ پوری طرح قلعے کا محاصرہ نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے سب سے پہلے مجاہد خان کو اونت گڑھ سے واپس بلا لیا جب وہ دھول پور پہنچا تو دھول پور میں جو چھوٹا سا لشکر تھا اس کا کماندار مجاہد خان کو بنا کر اسکندر لودھی نے اسے دھول پور ہی میں چھوڑا اور خود پورے لشکر کو لے کر وہ اونت گڑھ کی طرف روانہ ہوا۔

راستے میں ایک جگہ اس نے قیام کیا۔ یہاں قیام کے دوران اس کے دو بہترین سالار خواص خان اور بھکن خان بھی اس سے آن ملے۔ ان کی آمد پر سلطان اسکندر لودھی بڑا خوش ہوا۔ ان کا بہترین استقبال کیا۔ انہیں شاہی مراعات سے نوازا اور انہیں انعامات سے بھی مالا مال کیا۔ اس کے بعد ان سالاروں کو لے کر سلطان اسکندر لودھی نے اونت گڑھ کی طرف کوچ کیا تھا۔

اونت گڑھ کو بڑا مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا اور قلعے کے اندر راجپوتوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ قلعے اور شہر کے اندر کھانے پینے کی اشیاء کی بھی وافر مقدار موجود تھی۔ شہر اور قلعے کے اندر پانی کی فراہمی کا بھی بڑا عمدہ انتظام تھا لہٰذا اس قلعے میں رہ کر قلعے کا محافظ لشکر ایک لمبے عرصے تک محصور رہ کر دشمن کا مقابلہ کر سکتا تھا۔

راجپوتوں کو جب خبر ہوئی کہ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے اسکندر لودھی خود اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے تو انہوں نے اسکندر لودھی کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ فصیل کے اوپر انہوں نے تیروں، پتھروں کے ڈھیر لگانے شروع کر دیئے تھے جو برج پہلے شکستہ حالت میں تھے ان

aiourdubooks.net

کی مرمت کر کے انہیں مضبوط اور مستحکم کر دیا گیا۔ فصیل اور برجوں کے اندر مسلح جوان بٹھا دیئے گئے اور دن رات برجوں کے اندر پہرے دار مستعد رہ کر پہرہ دینے لگے۔

دوسری طرف اسکندر لودھی کو بھی اس کے مخبروں اور طلایہ گروں نے یہ خبریں پہنچا دی تھیں کہ بے شک اونت گڑھ کا قلعہ بڑا مضبوط اور مستحکم ہے لیکن اگر اس قلعے کو فتح کر کے وہاں اپنا لشکر متعین کر دیا جائے تو ایسی صورت میں گوالیار کے راجہ مان سنگھ کی طاقت اور قوت پر نا قابل برداشت ضرب لگے گی اور اونت گڑھ کی فتح کی صورت میں راجہ مان سنگھ اسکندر لودھی کے سامنے جھکنے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اسکندر لودھی نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ ہر صورت اونت گڑھ کو فتح کر کے رہے گا۔

ان حالات میں اسکندر لودھی اپنے لشکر کے ساتھ اونت گڑھ پہنچا۔ قلعے سے اتنے فاصلے پر اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا جتنے فاصلے پر قلعے کی فصیل کے اوپر سے چلایا جانے والا تیر اس تک نہ پہنچ سکے۔ لشکر کا پڑاؤ کرنے کے بعد کچھ سالاروں کو سلطان اسکندر لودھی نے اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا۔ لشکریوں کو مستعد رہنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد اپنے چند دستوں کے ساتھ کچھ قابل سالاروں کے ہمراہ اس نے پہلے اونت گڑھ کے قلعے کی فصیل کے کچھ حصوں کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس نے دیکھا فصیل پر ان گنت مضبوط اور مستحکم برج بنے ہوئے تھے۔ جس طرح فصیل کے اوپر پہرے دار ٹولیوں اور گروہوں

aiourdubooks.net

اسکندر لودھی نے اندازہ لگالیا تھا کہ فصیل
کی صورت میں متحرک تھے اس سے
مضبوط اور مستحکم ہونے کے ساتھ ساتھ چوڑائی میں بھی کافی زیادہ ہے اس لئے
کہ فصیل کے اوپر محافظ گروہ در گروہ اور ٹولیوں کی صورت میں ایک برج سے
دوسرے برج کی طرف متحرک تھے۔

کچھ دیر تک اسکندر لودھی اپنے سالاروں کے ساتھ شہر کی فصیل کا جائزہ لیتا
رہا پھر واپس اپنے پڑاؤ میں آیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اسکندر لودھی نے اپنے پڑاؤ
میں اپنے سارے سالاروں اور امراء اور سرکردہ لوگوں کو جمع کیا اور انہیں سمجھایا
کہ اب جان کے ایثار کا وقت آ گیا ہے لہٰذا جان اور مال و متاع کا خیال کیے بغیر
ہی قلعے کو فتح کرنے میں اپنی مجاہدانہ کوششیں دکھائی جائیں۔

سلطان اسکندر لودھی کے ان الفاظ کا بھی خاطر خواہ اثر ہوا لیکن اس سے
پہلے ہی اس کے لشکری راجپوتوں کی آئے دن کی بغاوتوں اور سرکشیوں سے عاجز
آ چکے تھے اور وہ راجپوتوں کے اس قلعے پر اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ
حملہ آور ہو کر ہر صورت میں راجپوتوں کو اپنے سامنے سرنگوں کرنے کا تہیہ کیے
ہوئے تھے۔

اسکندر لودھی نے جب دیکھا کہ اس کے لشکری انتہائی جانثارانہ انداز میں
اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اظہار کرتے ہوئے راجپوتوں سے نبٹنے کے لئے تیار
ہیں تو اس نے اگلے روز اونت نام کے اس قلعے کا محاصرہ کر لیا تھا۔

راجپوت ایک طرح سے دھوکے اور فریب میں مبتلا تھے۔ اس سے پہلے جو
انہوں نے سلطان اسکندر لودھی کے سالار عماد خان اور مجاہد خان کو ناکام کیا تھا تو

aiourdubooks.net

ان کی ناکامی کی وجہ ان کے لشکر کی عددی کمی تھی اس لئے کہ چھوٹے سے لشکر کے ساتھ وہ قلعے کا محاصرہ نہ کر سکتے تھے جس کی بناء پر راجپوتوں کے مقابلے میں انہیں پیچھے ہٹنا پڑا تھا لیکن اب صورت حال مختلف تھی۔ اب تو اسکندر لودھی خود اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا تھا اور اس نے چاروں طرف سے قلعے کا بڑی سختی سے محاصرہ کر لیا تھا۔

اب اسکندر لودھی کے حکم پر قلعے کی دیوار اور اس کے برجوں پر تابڑ توڑ حملے شروع ہو گئے تھے۔ جو کوئی بھی راجپوت جنگجو برج سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا سلطان اسکندر لودھی کے تیروں کا نشانہ بن جاتا۔ تیراندازی اس قدر تیز اور لگاتار تھی کہ اگر فصیل کے اوپر بنے ہوئے برجوں میں سے کوئی راجپوت برج سے جھانکنے کی بھی کوشش کرتا تو تیروں سے چھلنی ہو کر رہ جاتا تھا۔ اس طرح سلطان اسکندر لودھی نے اونت نام کے اس قلعے پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنا دباؤ شدید سے شدید تر کرنا شروع کر دیا تھا۔

قلعے پر حملہ آور ہونے سے پہلے سلطان اسکندر لودھی نے اپنے سالار مجاہد خان سے وعدہ کیا تھا کہ اس قلعے کو فتح کرنے کے بعد اس قلعے کا حاکم مجاہد خان کے بیٹے بھکن خان کو بنا دے گا۔

جب قلعے پر دباؤ بڑھنے لگا تب قلعے کے حاکم نے اپنے مخبروں کے ذریعے مجاہد خان کے بیٹے بھکن خان سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے خان کی طرف پیغام بھجوایا کہ اگر وہ کسی بھی طرح سلطان اسکندر لودھی کو اونت کا محاصرہ ترک کر کے واپس جانے کے لئے رضامند کرے گا تو وہ اسے بھاری رقم ادا کرے گا۔

aiourdubooks.net

کہتے ہیں مجاہد خان کے بیٹے بھکن خان نے اونت کے قلعہ دار کی اس پیشکش کو قبول کرلیا اور جتنی رقم کی اس نے پیشکش کی تھی اس پیشکش کے صلے میں اس نے قلعے دار سے وعدہ کیا کہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرے گا کہ سلطان اسکندر لودھی اونت کو فتح کیے بغیر ہی واپس دھول پور یا آگرہ کی طرف چلا جائے۔

یہ وعدہ کرنے کے بعد بھکن خان نے اپنی طرف سے کوشش بھی کی کہ کسی نہ کسی طرح قلعے کا محاصرہ ختم کرانے میں کامیاب ہوجائے لیکن اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی اس لئے کہ سلطان اسکندر لودھی اس قلعے کو فتح کرنے کے لئے بڑا پرجوش اور انتہائی غصے اور غضب کی حالت میں تھا۔

قلعے پر حملہ آوروں میں اسکندر لودھی خود اپنے لشکر کی اگلی صفوں میں موجود تھا۔ اپنے لشکریوں کو پکارتے ہوئے وہ انہیں جنگ کے لئے ابھار رہا تھا اور اس کے لشکری طوفان کی طرح قلعے پر چھا جانے کی کوشش کررہے تھے۔ کہتے ہیں اس قلعے پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسکندر لودھی کے لشکریوں نے بہادری کے انمول جوہر دکھائے۔

راجپوت اب بھی مطمئن تھے کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قلعے کی ناقابل تسخیر فصیل ہے لہٰذا اگر بھکن خان سلطان اسکندر لودھی کو محاصرہ ختم کرانے میں کامیاب نہ ہوا تب بھی مسلمان فصیل کو عبور کرکے یا فصیل کے اندر شگاف ڈال کر شہر میں داخل ہونے میں کامیاب نہ ہوں گے۔

لیکن جلد ہی راجپوتوں کی یہ ساری امیدیں غلط فہمیوں میں تبدیل

aiourdubooks.net

ہو گئیں۔ سلطان اسکندر لودھی کے لشکر میں اس کا ایک سالار ملک علاؤ الدین تھا۔ وہ بڑے پر جوش انداز میں فصیل پر حملہ آور ہو رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے لشکر کے ایک حصے سے فصیل کے اندر شگاف ڈالنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔

اس علاؤ الدین کی جرأت مندی اور دلیری کا یہ عالم تھا کہ جس وقت وہ فصیل کے اندر شگاف ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا فصیل کے اوپر جو برج بنے ہوئے تھے ان کے اندر سے راجپوتوں نے اس پر تیز تیر اندازی کی اور ایک تیر ملک علاؤ الدین کی آنکھ میں لگا جس سے اس کی آنکھ جاتی رہی لیکن اس نے اپنے حملے بند نہیں کیے بلکہ اپنے حملوں میں اور زیادہ شدت پیدا کرتے ہوئے اس نے فصیل کے ایک حصے کو توڑ کر اس میں ایک خاصا بڑا شگاف پیدا کر دیا تھا۔

جونہی فصیل کے اندر شگاف ہوا، اسکندر لودھی کے لشکری اس شگاف کی طرف اُمڈ ے اور فصیل پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس شگاف کو لمحوں کے اندر بڑا کرتے ہوئے فصیل کا ایک بڑا حصہ گرا دیا۔

اس موقع پر شہر اور قلعے کے اندر سے راجپوتوں نے مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں روکنا چاہا لیکن راجپوتوں کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ یوں فصیل کا ایک حصہ ٹوٹنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی ٹوٹے ہوئے حصے سے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ شہر میں ایک بار پھر راجپوتوں نے اپنی پوری طاقت و قوت سے سلطان اسکندر لودھی کے لشکر پر حملہ کیا لیکن اب اسکندر لودھی کے لشکریوں کے حوصلے پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ بلند ہو چکے تھے لہٰذا جگہ جگہ اسکندر لودھی کے لشکریوں نے راجپوتوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کا قتل عام

aiourdubooks.net

شروع کیا اور بڑی تیزی سے ان کی تعداد کم کرنا شروع کر دی تھی۔
اونت کے راجپوتوں نے جب اندازہ لگایا کہ اب ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوگی اور جب انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ حملہ آور مسلمانوں نے چاروں طرف سے جنگجو راجپوتوں کا قتل عام شروع کر دیا ہے اور راجپوتوں کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہوگئی ہے تب راجپوتوں کو اپنی شکست کا یقین ہوگیا۔ یہ یقین ہوتے ہی شہر کے اندر جو راجپوت گھرانے تھے انہوں نے خود ہی اپنے گھروں کو آگ لگانا شروع کر دی اور اپنے اہل وعیال کو قتل کرنے کا کام شروع اب اونت کے قلعے میں دوہری مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ایک طرف سے تو کر دیا۔ مسلمان حملہ آور ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے راجپوتوں کی تعداد کم کرتے جا رہے تھے دوسری طرف سے شکست کا یقین ہو جانے کے بعد شہر اور قلعے کے اندر راجپوت خود ہی اپنے گھروں کو آگ لگا رہے تھے۔ اپنے اہل وعیال کو قتل کر رہے تھے، اپنی عورتوں اور بیٹیوں کے گلے کاٹ رہے تھے۔ اس طرح اونت میں مصائب اور ابتلا کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔
آخر راجپوتوں کے لشکر کا خاتمہ کر دیا گیا۔ جب شہر کے اندر مزاحمت ختم ہوگئی تو کہتے ہیں اسکندر لودھی نے اس فتح پر سب سے پہلے خداوند کا شکر ادا کیا اس کے بعد اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس نے شہر اور قلعے کا جائزہ لینا شروع کیا۔
کہتے ہیں اونت میں اس وقت بہت سے بت خانے اور مندر تھے۔ اسکندر لودھی نے سب سے پہلے ان کا جائزہ لیا۔ جس عمارت میں بھی اس نے بت رکھے دیکھے بتوں کے ساتھ وہ ان عمارتوں کو بھی مسمار کرتا چلا گیا تھا۔ اس

aiourdubooks.net

طرح سارے بت خانوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اسکندر لودھی نے اونت میں قیام کرلیا تھا۔ اس قیام کے دوران اس نے اپنے لشکریوں کے لئے شہر میں مسجدوں کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔

شہر کے اندر چند دن قیام کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے وہاں کے حالات کو اپنے طور پر درست اور منظم کیا۔ اس کے بعد جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا مجاہد خان کے بیٹے بھکن خان کو اونت کا حاکم مقرر کیا۔

بھکن خان کو اونت کا حاکم مقرر کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے ابھی اونت ہی میں قیام کیا ہوا تھا کہ اس کے مخبروں نے اسے یہ اطلاع کر دی کہ مجاہد خان کے بیٹے بھکن خان نے اونت کے قلعہ دار سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک بھاری رقم کے عوض سلطان اسکندر لودھی کو اونت کا محاصرہ ترک کرنے اور واپس جانے پر رضامند کرے گا۔ ان مخبروں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اس سازش میں ایک اور سالار ملا چمن بھی شامل تھا۔

سلطان اسکندر لودھی کو جب یہ حیرت انگیز خبر سنائی گئی تو وہ بڑا برہم ہوا۔ اس نے بھکن خان اور اس کے ساتھی ملا چمن دونوں کو گرفتار کرلیا۔ اونت کا حاکم اس نے اپنے دوسرے سالار کو مقرر کیا۔ اس کے بعد اسکندر لودھی اونت سے نکل کر دھول پور کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں اس نے چند روز قیام کیا اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگرہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

aiourdubooks.net

اونت کو فتح کرنے کے بعد سلطان اسکندر لودھی جب آگرہ پہنچا تو اسے دو بری خبروں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی خبر یہ تھی کہ نرور کے راجہ نے خوب طاقت اور قوت پکڑ لی تھی اور وہ گاہے بگاہے اپنے علاقوں سے نکل کر مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کرنے لگا تھا۔

یہ خبر یقیناً سلطان اسکندر لودھی کے لئے نا قابل برداشت تھی اور اس نے ارادہ کرلیا تھا کہ نرور پر حملہ آور ہو کر اور اسے فتح کر کے ضرور اپنی سلطنت میں شامل کرے گا۔

دوسری خبر جو اس سے بھی بری تھی وہ اسکندر لودھی کو یوں ملی کہ اسکندر لودھی نے کالپی کے علاقوں کا حاکم اپنی طرف سے ایک سالار جلال خان کو مقرر کیا ہوا تھا۔ اب جلال خان کے متعلق اسکندر لودھی کے طلایہ گروں اور مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ جلال خان نے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کرلیا ہے۔ پیدل سپاہ کے علاوہ ان گنت گھوڑ سواروں پر مشتمل ایک لشکر ترتیب دے رکھا ہے۔ ساتھ ہی ہاتھیوں پر مشتمل بھی ایک لشکر اس نے بڑی تیزی سے تیار کرتے ہوئے اس کی تعداد میں اضافہ کرنا شروع کردیا ہے۔

جلال خان سے متعلق جب اسکندر لودھی کو یہ خبر ملی تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کالپی کا حاکم جلال خان کہیں اپنی طاقت اور قوت میں اسی طرح

aiourdubooks.net

اضافہ کرتے ہوئے اس کے خلاف بغاوت اور سرکشی ہی نہ کھڑی کر دے لہٰذا ان دونوں خبروں سے اس نے بیک وقت نبٹنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

یہ خبریں ملنے کے بعد اسکندر لودھی نے سب سے پہلے تیز رفتار قاصد کالپی کی طرف بھجوائے اور اپنی طرف سے جلال خان کو حکم دیا کہ نرور کا راجہ مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے لہٰذا وہ فوراً اپنے لشکر کو لے کر نکلے اور نرور پر حملہ آور ہو جائے۔

سلطان اسکندر لودھی کا یہ حکم ملتے ہی کالپی کا حاکم جلال خان بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ کالپی سے اپنا لشکر لے کر نکلا اور نرور کا رُخ کیا۔ نرور کا قلعہ بھی بڑا مضبوط اور مستحکم تھا اور آسانی سے فتح ہونے والا نہ تھا۔

اب اس موقع پر سلطان اسکندر لودھی نے یہ احتیاط برتی کہ جلال خان کو کالپی سے نکل کر نرور پر حملہ آور ہونے کا حکم دے کر وہ خود بھی اپنے لشکر کے ساتھ آگرہ سے نکلا اور نرور کا رُخ کیا۔ ساتھ ہی اس نے احتیاطاً قاصد جلال خان کی طرف روانہ کیے اور اسے یہ حکم بھی جاری کیا کہ اگر اہل قلعہ صلح اور آشتی کے متمنی ہوں تو پھر لڑائی کی طرح نہ ڈالی جائے اور کچھ شرائط کے تحت نرور پر قبضہ کر لیا جائے۔

اب صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ جس روز جلال خان اپنے لشکر کے ساتھ نرور پہنچا اس کے دوسرے روز خود اسکندر لودھی بھی اپنے لشکر کے ساتھ نرور کے نواح میں پہنچ گیا تھا۔ سلطان اسکندر لودھی تو جلال خان کا جائزہ لینا چاہتا تھا کہ اس کے کیا ارادے ہیں ساتھ ہی وہ نرور کے حکمران کو بھی اس کی کارروائیوں کی

aiourdubooks.net

تھا۔ وجہ سے سزا دینا چاہتا تھا اور نرور پر قبضہ کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔

جلال خان کو جب خبر ہوئی کہ سلطان اسکندر لودھی بھی نرور کے قریب پہنچ گیا ہے اور تھوڑی دیر تک وہ اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچ جائے گا تب جس قدر لشکر وہ لے کر آیا تھا اس کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کر کے اس شاہراہ کے کنارے کھڑا کر دیا جس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے اسکندر لودھی نے نرور کے قریب آنا تھا۔

لشکر کے اس نے تین حصے کیے تھے۔ ایک حصے میں صرف پیدل لشکری تھے، دوسرے حصے میں ہاتھیوں کو رکھا گیا اور تیسرے حصے میں ان گنت سواروں کو ترتیب دے کر سلطان اسکندر لودھی کے استقبال کے لئے کھڑا کر دیا گیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اسکندر لودھی نے جب جلال خان کے لشکر کے تینوں حصوں کا جائزہ لیا تو اسے جلال خان کی اس عسکری طاقت پر کچھ شک ہوا اور اس نے سوچا کہ اگر جلال خان کی اس طاقت کو رفتہ رفتہ ختم نہ کیا گیا تو جلال خان اس کے لئے کسی روز خطرے کا نشان بھی بن سکتا ہے۔

بہر حال سلطان اسکندر لودھی نے پہلے نرور کا جائزہ لیا پھر وہ حملہ آور ہوا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں اسکندر لودھی نے شہر کی فصیل کا ایک حصہ توڑ کر راستہ بنایا اور اس راستے سے وہ شہر میں داخل ہونے لگا۔ راجپوتوں نے اسکندر لودھی کی راہ روکنے کی کوشش کی لیکن اسکندر لودھی کے لشکری مار دھاڑ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے راجپوتوں نے شہر تو خالی کر دیا لیکن وہ قلعے کے اندر محصور ہو گئے۔ اب صورت حال یہ پیدا ہو گئی کہ نرور کے شہر

aiourdubooks.net

پر تو اسکندر لودھی کا قبضہ ہو گیا اور قلعے پر بدستور راجپوت قابض رہے۔

نزور پر قبضہ کرنے کے بعد شہر کے اندر جو راجہ کا محل تھا اس کے اندر اسکندر لودھی نے قیام کیا۔ اس دوران مخبروں نے اسکندر لودھی کو یہ اطلاع کی کہ اس کے دو سالار نزور کے حکمرانوں کے ساتھ کوئی معاملہ طے کر رہے ہیں۔ مخبروں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ جو دو سالار راجپوتوں کے قلعہ دار کے ساتھ سازش تیار کر رہے ہیں وہ جلال خان اور اس کا ایک ساتھی شیر خان ہیں۔

یہ خبر پا کر سلطان اسکندر لودھی کو یقین ہو گیا کہ جلال خان اس کے خلاف کوئی نہ کوئی سازش ضرور کرے گا۔

پھر ایسا ہوا کہ ایک روز سلطان اسکندر لودھی نزور کے راج محل کی چھت پر کھڑا تھا کہ اس نے دیکھا قلعے کے اندر ایک شگاف ہوا پھر اسے اہل قلعہ نے فوراً ہی بند کر دیا۔ اسکندر لودھی کو کچھ شک ہوا جب اس نے اس معاملے کی تحقیق کرائی تو پتا چلا کہ جلال خان اور شیر خان واقعی اندر ہی اندر سلطان اسکندر لودھی کے خلاف نزور کے قلعہ دار سے مل کر سازش کر رہے تھے۔

اسکندر لودھی نے فوراً اپنے سرکردہ سالاروں کے دو گروہ تیار کیے۔ ایک گروہ میں ابراہیم خان، سلیمان خان قرملی اور علاؤ الدین جلوانی کو رکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ جلال خان کو گرفتار کر لیں۔ سالاروں کے دوسرے گروہ میں بھورے خان، سعید خان اور ملک آدم کو رکھا اور ان تینوں کو حکم دیا کہ وہ شیر خان کو گرفتار کر لیں۔ اس طرح ان دونوں سالاروں کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں اونت گڑھ کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا۔

aiourdubooks.net

اس کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے نرور کے قلعے پر اس قدر سختی اور شدت کے ساتھ حملے شروع کیے کہ اہل قلعہ بلبلا اُٹھے۔ لہٰذا قلعے کے اندر سے کچھ سر کردہ لوگ نکلے، اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور قلعہ اسکندر لودھی کے حوالے کر دیا گیا۔ تاہم قلعے سے نکل کر کچھ لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ گئے۔ اس طرح نرور بھی فتح کر کے سلطان اسکندر لودھی نے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔

جن دنوں سلطان اسکندر لودھی نرور کی فتح سے فارغ ہوا تھا انہی دنوں مالوہ کے بادشاہ سلطان ناصر الدین کا بیٹا شہاب الدین اپنے باپ سے ناراض ہو کر اسکندر لودھی کی خدمت میں حاضر ہونے کو روانہ ہوا۔ شہاب الدین مالوہ کے نواحی قصبے شیوپوری میں جب پہنچا تو سلطان اسکندر لودھی نے مالوہ کے بادشاہ ناصر الدین کے بیٹے شہاب الدین کی طرف عمدہ گھوڑے اور شاہانہ لباس بھیج کر کہلوایا۔

اگر شہاب الدین چندیری کے علاقے کو جو اس وقت اس کے باپ ناصر الدین کے پاس تھا سلطان اسکندر لودھی کے سپرد کر دے تو اسکندر لودھی اس کی اتنی مدد کرے گا کہ اس کا باپ کبھی اس پر غالب نہ آ سکے گا۔

لیکن شہاب الدین چند مجبوریوں کی وجہ سے اپنے باپ کی مملکت سے باہر قدم نہ رکھ سکا۔ جب شہاب الدین نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تب اسکندر لودھی نے نرور میں چند روز قیام کرنے کے بعد وہاں کے قلعے کو مزید مضبوط اور مستحکم بنایا۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کیا اور بہار نام کے قصبے میں جا کر اپنے

aiourdubooks.net

لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

کہتے ہیں جس وقت اپنے لشکر کے ساتھ اسکندر لودھی نے بہار کے قصبے میں قیام کیا ہوا تھا انہی دنوں اسے خبر ہوئی کہ پرمحکانت کے علاقوں میں کچھ باغیوں اور سرکشوں نے سر اٹھایا۔ یہ خبر ملتے ہی سلطان اسکندر لودھی ان کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کے سرکشوں اور باغیوں کو بالکل ختم کر دیا اور جگہ جگہ اس نے اپنی چوکیاں بٹھا کر اس علاقے کو محفوظ کر کے آگرہ کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

سلطان اسکندر لودھی آگرہ پہنچا ہی تھا کہ اسے ایک اور بری خبر ملی۔ وہ یہ کہ احمد خان جوان دنوں سلطان اسکندر لودھی کی طرف سے لکھنوتی کا حاکم تھا اور مبارک خان لودھی کا بیٹا تھا اس سے متعلق سلطان اسکندر لودھی کو خبر ملی کہ ہندوؤں کی صحبت میں رہ کر وہ اسلام کے بالکل خلاف ہو چکا ہے۔ یہ خبر سن کر سلطان اسکندر لودھی بڑا برہم ہوا اور احمد خان کے بھائی محمد خان کو لکھا کہ احمد خان کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

محمد خان نے ایسا ہی کیا۔ احمد خان کو پکڑ کر سلطان اسکندر لودھی کی طرف بھیج دیا۔ احمد خان کی جگہ اسکندر لودھی نے اس کے بھائی سعید خان کو لکھنوتی کا حاکم مقرر کر دیا۔ لکھنوتی کا سابق حکمران احمد خان بھی سلطان اسکندر لودھی کے پاس آ کر راہ راست پر آ گیا تھا۔ اسی دوران مالوہ کے بادشاہ ناصر الدین کا دوسرا بیٹا محمد خان اس کے ہاں سے بھاگ کر اسکندر لودھی کے پاس آیا اور وہاں اس نے پناہ لے لی۔ اسکندر لودھی نے محمد خان کو چندیری کی جاگیر کا حاکم تسلیم کر لیا۔ ساتھ ہی اپنے بیٹے جلال خان کو اس نے حکم دیا کہ اس سلسلے میں وہ محمد

aiourdubooks.net

خان کی بھرپور مدد بھی کرتا رہے۔

اسکندر لودھی نے اب چونکہ اپنی مملکت کے حالات کافی حد تک درست کر لیے تھے۔ آس پاس کے علاقوں کو بھی فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔ اس طرح فراغت حاصل ہونے کے بعد اس نے سیر و تفریح کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ دھول پور کی طرف روانہ ہوا۔ آگرہ سے دھول پور تک پورے راستے میں اس نے بہت سی عمارتیں بنوائیں۔ اس سفر کے دوران آس پاس کے حکمرانوں اور حاکموں نے سلطان اسکندر لودھی کی خدمت میں تحفے تحائف بھیجے اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے اپنے اپنے علاقوں اور ملک میں خطبہ اور اس کے نام کا سکہ جاری کرنے کا عہد کیا۔

اس کے جواب میں سلطان اسکندر لودھی نے ان لوگوں کو شاہی نوازشات سے مالا مال کیا۔

دھول پور میں قیام کے دوران سلطان اسکندر لودھی کو کچھ عجیب و غریب واقعات سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ اس نے اپنی طرف سے مالوہ کے بادشاہ ناصر الدین کے بیٹے محمد خان کو چندر ہری کی جاگیر دی تھی لیکن چندر ہری میں اس وقت مالوہ کے بادشاہ ناصر الدین کی طرف سے ایک شخص بہجت خان حاکم تھا۔ شروع میں یہ بہجت خان مالوہ کے بادشاہوں کا نہایت خیر خواہ رہا۔ اس دوران اس نے سلطان محمود مالوی کے لشکر کی کمزوریوں اور سلطنت کا نہایت غور سے مطالعہ کیا۔ دوسری طرف یہی بہجت خان اسکندر لودھی کے حالات کا بھی جائزہ لیتا رہا پھر کوئی فیصلہ کرنے کے بعد اس نے سلطان اسکندر لودھی کے مقربین

aiourdubooks.net

خاص میں شامل ہونے کے لئے اس کو تحفے تحائف اور نذرانے روانہ کیے۔

سلطان اسکندر لودھی پہلے ہی چندر ہری کے علاقے کو اپنی مملکت میں شامل کرنا چاہتا تھا اور یہ اس کی بڑی خواہش تھی۔ جب بہجت خان نے اس سے رابطہ قائم کیا تب سلطان اسکندر لودھی نے اپنے ایک سالار احمد کو چندر ہری کے حاکم بہجت خان کے پاس بھیجا اور اس کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ بہجت خان کے ساتھ مل کر چندر ہری کے علاقے کو نہ صرف ناصر الدین مالوی کی مملکت سے نکال کر سلطان اسکندر لودھی کے تحت کر دے بلکہ چندر ہری اور اس کے گردونواح میں اسکندر لودھی کے سکے جاری کر کے اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوا دے۔

یہ کام سرانجام دینے کے بعد سلطان اسکندر لودھی آگرہ چلا گیا اور آگرہ میں قیام کے دوران اس نے اپنے تمام علاقوں میں چاروں طرف بہجت خان کی فرمانبرداری اور خیر خواہی اس کے علاوہ چندر ہری کے اکناف واطراف میں اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری ہونے کی خبر اپنے والیوں اور تمام مشیروں تک پہنچا دی۔

اس طرح سارے ہندوستان میں یہ خبر پھیل گئی کہ چندر ہری کا علاقہ سلطان اسکندر لودھی کی سلطنت میں شامل کر لیا گیا ہے۔

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تا کہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تا کہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

جن دنوں سلطان اسکندر لودھی نے چندر ہری کے علاقوں کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا ان دنوں اس کے اپنے کچھ والیوں نے بھی اس کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ سب سے پہلے اسکندر لودھی کو خبر ملی کہ حسین خان جو ان دنوں بہار کے علاقے سارن کا حاکم تھا اس سے متعلق اسکندر لودھی کو عجیب وغریب خبریں ملیں جس کی بناء پر وہ اس سے برگشتہ ہو گیا لہٰذا اسکندر لودھی نے اپنے ایک سالار حاجی سارنگ کو حسین خان کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہاں قیام کے دوران حسین خان کے خلاف رازداری سے کام کرنا اور اسے گرفتار کر لینا۔

سارنگ نے جا کر حسین خان کے خلاف سازش شروع کر دی۔ حسین خان اس کی نیت کو بھانپ گیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ حاجی سارنگ اسے گرفتار کرنا چاہتا ہے لہٰذا حسین خان، سارن سے نکل کر بنگال کے حکمران علاؤ الدین کی طرف بھاگ گیا اور اس کے ہاں جا کر پناہ لے لی۔

دوسرا حاکم جس نے سلطان اسکندر لودھی کے خلاف نافرمانی کا راستہ اختیار کیا تھا وہ سارنگ پور کا حاکم علی خان ناگوری تھا اس علی خان ناگوری نے شیو پور کے حاکم کی حیثیت سے مالوہ کے بادشاہ کے بیٹے دولت خان سے دوستی بڑھائی۔ دولت خان ان دنوں اپنے باپ کی طرف سے رنتھنبور قلعے کا

aiourdubooks.net

حاکم تھا۔

اس علی خان ناگوری نے پہلے تو شہزادہ دولت خان کو اسکندر لودھی کی فرماں برداری کرنے کی ترغیب دی۔ علی خان نے شہزادہ دولت خان سے یہ معاملہ طے کیا کہ دولت خان پہلے بادشاہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرے۔ اس کے بعد قلعہ اس کے ہاتھ میں دے دے۔ اسی قسم کا ایک خط علی خان ناگوری نے اسکندر لودھی کو بھی لکھا۔

اسکندر لودھی، علی خان کا یہ پیغام سن کر بڑا خوش ہوا اور سیر و تفریح کرتا ہوا اپنے لشکر کے ساتھ ان علاقوں کی طرف بڑھا جو رنتھمبور کے قریب تھے۔

دوسری طرف علی خان ناگوری دوہری چال چل رہا تھا۔ بظاہر وہ سارے کام اسکندر لودھی کے حق میں کر رہا تھا لیکن اندر ہی اندر اس کی مخالفت پر بھی اترا ہوا تھا۔

بہرحال علی خان ناگوری کے کہنے پر رنتھمبور کا حاکم دولت خان اپنی ماں کے ساتھ سلطان اسکندر لودھی سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ ملاقات کے دوران سلطان اسکندر لودھی نے دونوں ماں بیٹے کو وہ سبز باغ دکھائے کہ وہ دونوں بادشاہ کے شیدائی بن گئے۔

پہلے تو سلطان اسکندر لودھی نے بہترین انداز میں اپنے امراء کے ساتھ ان دونوں ماں بیٹے کا استقبال کیا اور یہ سارے امراء بہت عزت اور احتشام کے ساتھ دولت خان اور اس کی ماں کو لے کر بادشاہ کے حضور میں لائے تھے۔ دونوں ماں بیٹا جب لشکر گاہ میں لائے گئے تو بادشاہ نے دولت

aiourdubooks.net

خان سے اپنے بیٹوں کی طرح برتاؤ کیا اور نوازشاتِ شاہانہ سے نوازا۔ بہت سے ہاتھی عطا کیے۔ اس موقع پر سلطان اسکندر لودھی نے دولت خان سے یہ بھی مطالبہ کر دیا کہ وہ رنتھمبور کا قلعہ اس کے حوالے کر دے۔

اس دوران علی خان ناگوری کا ایک خط خفیہ طور پر دولت خان کو ملا۔ اس خط میں دولت خان کو علی خان ناگوری نے تاکید کی تھی کہ وہ قلعہ بادشاہ کے ہاتھ میں ہرگز نہ دے۔

اس طرح علی خان ناگوری نے کھل کر اب سلطان اسکندر لودھی سے انحراف کر لیا تھا۔ جب یہ خبر سلطان اسکندر لودھی کو ہوئی تو اس نے اسے شیو پور کی حاکمیت سے محروم کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی ابوبکر خان کو وہاں کا والی بنا دیا۔ اسی دوران سلطان اسکندر لودھی کی طبیعت خراب ہو گئی لہٰذا نہ ہی اس نے علی خان ناگوری کے خلاف مزید کارروائی کی اور نہ ہی دولت خان سے اس نے رنتھمبور قلعہ حاصل کرنے پر زور ڈالا۔

جب بادشاہ بیمار ہو گیا تو بیماری کی حالت میں وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس آگرہ چلا گیا۔ وہاں اس نے اپنا علاج کروانا شروع کیا لیکن بادشاہ کا مرض بڑھتا گیا۔ بیماری کی حالت ہی میں امور سلطنت انجام دیتا رہا اور دربارِ عام سجاتا رہا لیکن علاج کے باوجود مرض اتنا بڑھ گیا کہ سلطان اسکندر لودھی کے حلق کے نیچے نوالہ تک جانا دشوار ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کے لئے سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ اسی حالت میں سلطان اسکندر لودھی فوت ہو گیا۔

اسکندر لودھی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی خوبیوں سے مالا مال

aiourdubooks.net

تھا۔ اس کی شہرت دور دور تک تھی۔ اس کے دورانِ حکومت میں ہر چیز کی قیمت بہت کم تھی اور رعایا نہایت سکون اور آرام کی زندگی گزارتی تھی۔ وہ ہر روز دربار منعقد کرتا اور عوام کی ایک ایک فریاد سنتا۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ امور سلطنت انجام دینے میں صبح سے شام تک مصروف رہتا۔

سلطان اسکندر لودھی پانچوں وقت کی نماز کا پابند تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں زمین دار بہت کم سرکشی کرتے تھے اور سب نے بادشاہ کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرلی تھی۔

سلطان اسکندر لودھی امیر و غریب، توانا اور کمزور، بوڑھے، جوان سب کے ساتھ ایک طرح کا برتاؤ کرتا تھا۔ انصاف اور عدل سے کام لیتا تھا خدا سے بہت ڈرتا تھا۔ خلقِ خدا پر رحم و کرم کی بارش کرتا تھا اور خواہشاتِ نفسانی کو ترجیح نہیں دیتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جس زمانے میں اسکندر لودھی اپنے بھائی باربک شاہ سے جنگ میں مصروف تھا اس وقت ایک فقیر اس کے پاس آیا۔ اس نے اسکندر لودھی کا ہاتھ دیکھ کر کہا۔ "فتح تیری ہی ہوگی۔"

اس پر اسکندر لودھی نے غصے میں اپنا ہاتھ چھڑالیا اور کہا جب دو مسلمانوں میں معرکہ آرائی ہو رہی ہو تو کبھی یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے اور صرف یہ کہنا درست ہے۔ "خدا کرے ایسا ہو جس میں اسلام کی بھلائی ہو۔"

کہتے ہیں اسکندر لودھی ہر سال میں دو مرتبہ غریبوں، مساکین اور درویشوں کی فہرست بناتا۔ جب یہ فہرست تیار ہو جاتی تو پھر اس فہرست کو

aiourdubooks.net

سامنے رکھتے ہوئے وہ حسب ضرورت ہر ایک کو وظائف اور عطیات سے نوازا کرتا تھا اور چھ مہینے کے بعد ہر ایک کو وظیفہ دیا کرتا تھا۔

سردیوں میں شالیں اور گرم کپڑے ضرورت مندوں اور غریبوں کو دیتا تھا۔ ہر جمعہ کو شہر کے تمام فقراء میں بھاری رقوم بھی تقسیم کرتا تھا اس کے علاوہ روزانہ اناج اور کچھ کھانا پکوا کر بھی ضرورت مندوں میں خود بانٹا کرتا تھا۔

مزید یہ کہ جب وہ کسی مہم میں مصروف ہوتا، کسی علاقے پر حملہ آور ہوتا تو ہر سال فتوحات کے سلسلے میں جو کچھ حاصل ہوتا اس میں سے نقدی اور دوسری اشیاء کا کثیر حصہ مساکین اور غریبوں کو دے دیا کرتا تھا۔

اسکندر لودھی کے دربار کا جو امیر اور درباری راہِ خدا میں رقم خرچ کرتا، خیرات وغیرہ کرتا، غریبوں کو وظیفہ دیتا، بادشاہ اس سے بہت خوش رہتا اور کہتا کہ تم نے خیر و برکت کی بنیاد رکھ دی ہے۔

وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ اس کے جو امراء اور سالار غریبوں کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں یا انہیں خیرات اور عطیات عطا کرتے ہیں ان کے اس عمل کی وجہ سے انہیں امورِ دنیا میں کبھی ناکامی نہ ہوگی۔ سلطان اسکندر لودھی کے ان خیالات کی وجہ سے اس کے امراء اور سالار اس کی نگاہوں میں اپنی عزت بڑھانے کے لئے اکثر و بیشتر مال مستحقین کو بھجواتے لہٰذا ان کی ان کارروائیوں سے اسکندر لودھی بے حد خوش ہوا کرتا تھا۔

سلطان اسکندر لودھی اپنے استادوں اور بزرگوں کا بھی بے حد احترام کیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں جب سلطان سکندر لودھی کا باپ بہلول لودھی انتقال

aiourdubooks.net

کر گیا اور لوگوں نے اسکندر لودھی کو جانشینی کے لئے طلب کیا تو وہ پہلے اپنے استاد محترم بہاؤ الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بڑے بزرگ اور نیک شخص تھے۔ اسکندر لودھی نے ان سے اپنے حق میں دعا کرنے کے لئے کہا۔ اس پر انہوں نے اس کے حق میں پڑھنا شروع کیا جب وہ اس جملے پر پہنچے جس کا مطلب یہ تھا۔

''خدا تجھ کو دین اور دنیا میں نیک بخت کرے۔''

تب اسکندر لودھی اپنے استاد بہاؤ الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس جملے کو تین بار پڑھا جائے۔''

چنانچہ بہاؤ الدین نے اس جملے کو تین بار پڑھا۔ اس کے بعد سلطان اسکندر لودھی نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے استاد کی اس بات کو اس نے اپنے حق میں نیک فال قرار دیا۔

اس کے علاوہ سلطان اسکندر لودھی مذہب اور شرع کا بہت پابند تھا۔ اس نے اپنے دورِ حکومت میں عورتوں کو قبروں اور مزارات پر جانے کی سختی سے ممانعت کر رکھی تھی۔ مملکت کی تمام مسجدوں اور مزاروں پر جھاڑو دینے والے خطیب اور قاری بادشاہ نے خاص طور پر مقرر کیے ہوئے تھے۔

ان کے نام باقاعدہ وظیفے اور تنخواہیں مقرر تھیں۔

سلطان اسکندر لودھی نے علوم و فنون کو بھی ترقی دی اور ان کی سرپرستی بھی کی۔ اس کے عہد میں ہر طبقے کے لوگ مثلاً امراء، اراکین اور سپاہی ہر ایک مختلف طرح کے علوم حاصل کرنے کی طرف متوجہ تھے بلکہ اس زمانے

aiourdubooks.net

اور فارسی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ اس
میں ہندو بھی علم کی طرف مائل ہوئے
نہیں دیتے تھے۔ سلطان اسکندر لودھی
سے پہلے لوگ اس کی طرف مطلق توجہ
کے دور میں فنِ سپاہ گری کو بھی بڑی ترقی ملی۔

جو شخص بھی اس کے پاس
سلطان اسکندر لودھی نرم دل اور فیاض تھا۔
دریافت کرتا اس کے بعد
ملازمت کے لئے آتا بادشاہ پہلے اس کا حسب ونسب
سواری اور سامان نہ ہوتا
حسب مراتب اس کو عہدہ دیتا۔ اگر کسی کے پاس گھوڑا،
اور حیثیت درست کرے۔
تو اس کو جاگیر عطا کر دیتا تا کہ وہ اپنی معاشی حالت

اندرونی اور ذاتی
اس کو رعایا کے ایک ایک احوال کی خبر رہتی تھی۔
لوگوں سے ان کے حالات
حالات تک اس کو معلوم تھے۔ اکثر بادشاہ جب
اس کے علاوہ اس کا لشکر
بتا دیتا تو لوگ دنگ اور پریشان ہو جایا کرتے تھے۔
ایک حکم صبح
جب بھی لشکر کشی کے لئے روانہ ہوتا تو وہ دو احکامات نافذ کرتا۔
قیام کرے گا۔ دوسرا
کے وقت صادر ہوتا۔ جس میں یہ ذکر ہوتا کہ لشکر کہاں
لشکر کس طرح اپنا کام انجام
حکم جو ظہر کے بعد بھیجا جاتا اس میں یہ لکھا ہوتا کہ
آتا تھا۔ اس کے
دے گا۔ بادشاہ کے اس پروگرام میں کبھی ذرا بھی فرق نہیں
لشکری اور ان کے گھوڑے ہر وقت
عہد میں سرکاری ڈاک لے جانے والے
پابہ رکاب رہتے تھے۔

اس کے والیوں کی طرف جاتا تھا
سلطان اسکندر لودھی کا جب کوئی حکم
اس کے بعد وہ حکم
تو وہ والی بادشاہ کا فرمان وہیں پڑھ کر سب لوگوں کو سناتا۔
اگر کوئی راز کی بات ہوتی تو
مسجد میں بھی عام لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا۔

aiourdubooks.net

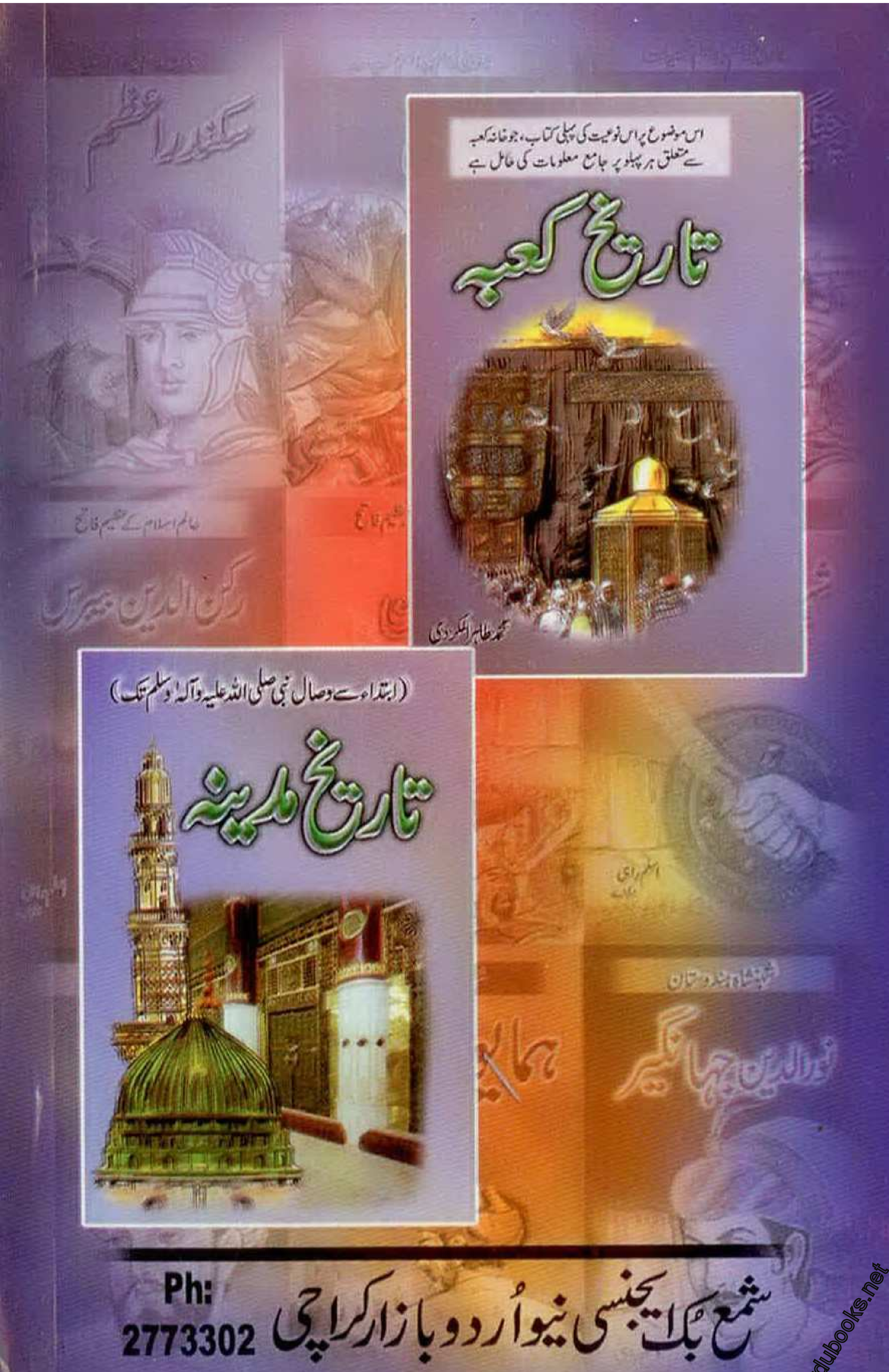

aiourdubooks.net